ابتدائی ماتم
مصنفہ
ابوالعباس غلام رسول غازی قادری نوشاہی
خطیب جامعہ مسجد نور گنج حسین آباد نارووال
مدینہ بک ڈپو
نزد چوک ظفروال روڈ نارووال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ○ پارہ نمبر ۲

بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔

اِبتدائے ماتم

کتاب ہذا میں شیعہ حضرات کی معتبر کتابوں سے ثابت کیا گیا ہے کہ ماتم زمانۂ جاہلیت یہود و ہنود کی جاہلانہ رسموں میں سے ایک رسم ہے۔ جس کی قرآن مجید نے بھی تردید کی ہے اہل سنت وجماعت کی کتابوں میں بھی اس کا ذکر تک نہیں۔ نیز روافض کی کتاب تحفۃ العوام سے لیکر تہذیب الاحکام تک ایک حوالہ بھی ایسا نہیں ملتا جس میں امام الائمہ مولا علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ سے لے کر امام غائب تک کسی ایک امام نے ماتم کیا ہو یا مومنین و مومنات کو حکم دیا ہو

مولفہ

ابوالعباس غلام رسول غازی قادری، نوشاہی خطیب جامعہ مسجد نور گنج حسین آباد نارووال ضلع سیالکوٹ

ناشر مدینہ بک ڈپو نارووال

ناشر

ابوالعباس غلام رسول غازی قادری نوشاہی
خطیب جامعہ مسجد نور گنج حسین آباد نارووال

مقام اشاعت

مدینہ بُک ڈپو نارووال

تاریخ اشاعت:- یکم دسمبر ۱۹۷۴ء - ۱۶ ذیلقعد ۱۳۹۴ھ

بار اوّل

تعداد ایک ہزار ۱۰۰۰

ہدیہ صرف: ایک روپیہ پچاس پیسے

۱/۵۰

پہلی نظر

حضرات! اس سے پیشتر کہ فقیر قارئین حضرات کی خدمت میں کتاب ہذا کے حوالہ جات پیش کرے یہ عرض کر دینا مناسب سمجھتا ہے کہ اسے احاطۂ تحریر میں لانے کا مقصد مسلمانوں کے کسی فرقہ کی دل آزاری نہیں بلکہ دعوتِ غور و فکر مراد ہے۔ مسلمانوں میں بعض رسمیں جو ہنود سے متعلق ہیں مثلاً بیاہ شادیوں پر عورتوں کا ناچنا گانا۔ بچہ جننے سے قبل حاملہ عورت کی چارپائی کو تالا لگانا، دُولہا کو سہرا وغیرہ باندھنا۔ ان جاہلانہ رسومات میں سے ایک ماتم بھی ہے جس کا دینِ اسلام کے ساتھ دُور کا واسطہ بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے بندوں کو صبر کا حکم دیا ہے۔ اگر بالفرض مروّجہ ماتم کو صبر کا درجہ دے دیا جائے تو پھر بے صبری کے وقت ماتمی کی کیا حالت ہو گی لا محالہ ماتم قرآن کریم سے لے کر مذہب اہل سنت و جماعت خود روافض کے ہاں بھی ناجائز ہے۔ ائمہ صادقین طاہرین نے اسے حرام قرار دیا ہے۔ یہ تو صرف پیشہ ور ذاکرین نے پیٹ پرستی کا حیلہ و وسیلہ بنا رکھا ہے۔ اس مختصر لیکن مبرہن رسالہ کے مطالعہ سے قارئین حضرات کو روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائے گا کہ ماتم کا موجدِ اوّل کون تھا اور ماتمی حضرات کس کی تقلید کرتے ہیں۔

سوداؔ ہزار حیف کہ اگر جہاں میں ہم!
کیا کر چلے اور آئے تھے کس کام کے لیے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

صبر کا حکم قرآن پاک میں

وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ۙ الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ پارہ نمبر ۲

ترجمہ:۔ اور خوشخبری سُنا اُن صبر کرنے والوں کو کہ جب اُن پر مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا ہے۔

صبر کا حکم مذہب اہل سنّت وجماعت میں

بخاری شریف:۔ عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم لیس منا من ضرب الخد ود وشقّ الجیوب و دعا بدعوی الجاھلیة

ترجمہ:۔ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے فرمایا رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وہ اسلامی جماعت سے خارج ہے جو مصیبت میں رُخسار پیٹے گریبان پھاڑے اور زبان سے جاہلانہ باتیں کہے۔

صبر کا حکم مذہب شیعہ میں

الشافی ترجمہ اصول کافی جلد دوم صفحہ ۱۰۹:۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام الصبر من الایمان بمنزلة الراس من الجسد فاذا ذھب الراس ذھب الجسد کذلک اذا ذھب الصبر ذھب الایمان۔

ترجمہ:۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام (امام جعفر صادق) نے صبر کا ایمان سے وہی تعلق

ہے جو سر کا جسد سے جب سر نہ ہو تو جسد بیکار ہے اسی طرح جب صبر نہ ہو تو ایمان بیکار ہے۔

ماتم کی مذمّت از کتبِ شیعہ

حضرات! پہلا حوالہ شیعہ حضرات کے ترجمہ مقبول سے پیش کیا جاتا ہے جو تقریباً ہر شیعہ گھر میں موجود ہوتا ہے جس کا ایک ایک لفظ بلکہ ایک ایک حرف ائمہ طاہرین کے فرمان کے مطابق لکھا گیا ہے۔ ابتداء میں بارہ علماء امامیہ کی تقاریظ موجود ہیں۔ صرف ایک مولوی سیّد علی الحائری مجتہد والزمان کی رائے پر اکتفا کرتا ہوں۔

ترجمہ مقبول صفہ ۲۵:۔

مولوی حکیم سیّد مقبول احمد نے قرآن مجید کا مقبول ترجمہ مع حواشی کے لکھ کر شیعی دُنیا پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ میں نے مقبول ترجمہ اور اس کے حواشی کو اکثر مقامات سے دیکھا تفسیر اہل بیت علیہم السلام کے بالکل مطابق ہے۔

پہلا حوالہ:۔ ترجمہ مقبول صفہ ۱۰۹۹ — پارہ ۲۸ — سورہ ممتحنہ۔
جب کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم عورتوں سے بیعت لے رہے تھے تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وہ نیکی جس کے بارے میں خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ہم اس پر آپ کی نافرمانی نہ کریں وہ کیا ہے فرمایا وہ یہ ہے کہ تم اپنے رخساروں پر طمانچے نہ مارو۔ اپنے منہ نہ نوچو۔ اپنے بال نہ گھسوٹو۔ اپنے گریبان چاک نہ کرو۔ اپنے کپڑے کالے نہ رنگو اور ہائے وائے کر کے نہ رو و۔ پس آنحضرتؐ نے انہی باتوں پر جو آیت وحدیث میں مذکور ہیں بیعت لی۔

غازی:۔ اس سے ثابت ہوا کہ آج کل جو عورتیں کالے کپڑے پہن کر ماتم کرتی ہیں خواہ وہ مسلمانوں کے کسی فرقہ سے تعلق رکھتی ہوں حضور نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم اور ائمہ طاہرین کے فرمان کے مطابق دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

نوحہ خوانی کی ابتداء مُعَلِّم المَلکُوت نے کی

دوسرا[۲] حوالہ: مجمع المعارف بر حاشیہ حِلیۃ المتقین صلا ۱۶۲ مصنفہ مُلّاں باقر مجلسی۔
در حدیث است کہ غنا نوحہ ابلیس بود بر فراق بہشت و فرمود نوحہ کنندہ بیاید روز قیامت نوحہ کناں مانند سگ و فرمود نوحہ و غنا فسونِ زنا است۔

ترجمہ:۔ حدیث میں ہے کہ گانا ابلیس کا نوحہ تھا بہشت کے فراق پر اور فرمایا نوحہ کرنے والا قیامت کے دن کتے کی طرح نوحہ کرتا آئے گا اور فرمایا نوحہ اور گانا دونوں زنا کے منتر (یعنی جال ہیں)

مُعَلِّمِ المَلکُوت کی تقلید یزید نے کی

تیسرا[۳] حوالہ:۔ منتہی الامال جلد اوّل صفہ ۴۶۰ مصنفہ حاجی شیخ عباس قمی مطبوعہ طہران۔

وجمعی نقل کردہ اند کہ یزید امر کرد سر مطہر امام علیہ السّلام را بر در قصر شوم او نصب کردند و اہل بیت را امر کرد کہ داخل خانہ او شوند چوں مخدرات اہل بیت عصمت وجلالت علیہم السّلام داخل خانہ آں لعین شدند زنانِ آلِ ابوسفیان زیور ہائی خود را کندند و لباس ماتم پوشیدند و صدا بگریہ و نوحہ بلند کردند و سہ روزہ ماتم داشتند۔

ترجمہ:۔ اور ایک جماعت نے نقل کیا ہے کہ یزید نے حکم دیا کہ امام علیہ السلام کا سر مبارک قصرِ شوم پر نصب کر دیں اور گھر والوں کو حکم دیا کہ اس کے گھر چلے جائیں ابوسفیان کی اولاد نے اپنے زیورات اُتار دیئے اور ماتمی لباس پہن لیے اور نوحہ و گریہ کی آوازیں بلند ہوئیں اور تین دن تک انہوں نے ماتم قائم رکھا۔

روافض کے خاتم المحدثین ملاں باقر مجلسی کا فتویٰ

چوتھا حوالہ:۔ جلاء العیون صفحہ ۲۴۵ مصنفہ ملاں باقر مجلسی۔ ابو مخنف وغیر او روایت کردہ اند یزید امر کرد کہ سر آں سرور را بہ در قصر شوم او نصب کردند واہل بیت آں حضرت را امر کرد کہ داخل خانہ ملعونہ اوشوند چوں مخدرات اہل بیت عصمت وطہارت داخل خانہ آں لعین شدند زنانِ آل ابوسفیان زیورہائے خود را کندند ولباس ماتم پوشیدند وصدا بگریہ ونوحہ بلند کردند وسہ روز ماتم داشتند۔

ترجمہ:۔ جلاء العیون صفحہ ۲۴۵ جلد دوم مترجم عبد الحسین رافضی مرحوم۔ ابو مخنف وغیرہ نے روایت کی ہے کہ حکمِ یزید ملعون سے سرِ مبارک سید الشہداء اُس کے دروازہ قصر پر آویزاں کیا گیا اور اہل بیت آنحضرت کو اپنے محل بھجوا دیا جب مخدرات اہل بیت عصمت وطہارت اُس کے محل میں داخل ہوئے۔ عورات ابوسفیان نے اپنے زیور اُتار دیئے اور لباس ماتم پہن کر آواز نوحہ وگریہ زاری بلند کی اور تین روز ماتم رہا۔

غازی:۔ مذکورہ حوالہ جات کے بعد کسی متعصب شخص کو بھی انکار کی گنجائش نہیں رہتی کہ نوحہ و ماتم کی خشتِ اوّل کس نے رکھی اُس کی تقلید کس نے کی اور قیامت تک نوحہ خواں اور ماتمی کس کی پیروی کرتے رہیں گے۔

قبر میں نوحہ کرنے والوں کا حشر

پانچواں حوالہ:۔ مجمع المعارف صفحہ ۶ برحاشیہ حلیۃ المتقین مصنفہ ملاں باقر مجلسی۔ حضرت صادق فرمود کہ ہفت نفر در قبر از قبلہ

رُوگردان شوند خمر فروش و مُصِر بر شراب و شہادت دہندہ بناحق و مُحتکر و رِباخوار و عاق والدین و نوحہ گر و فرمود کہ ہر کہ کتمان شہادت نماید حق تعالیٰ گوشت او را بخوراند یا و در حضور خلائق و داخل جہنّم شود در حالتے کہ زبان خود می خاید

ترجمہ :۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا سات شخص ہیں جن کا منہ قبر میں جاکر قبلہ سے پھر جاتا ہے شراب فروش اور شراب پہ مداومت کرنے والا ۔ جھوٹی شہادت دینے والا، غلّہ روکنے والا اور سُود خوار، والدین کا نافرمان، ماتمی اور فرمایا شہادت چھپانے والا خدا تعالیٰ اُس کے گوشت کو تباہ کرے گا۔ اور سب مخلوق کے سامنے واصل جہنم ہوگا ۔ اس حال میں کہ اپنی زبان کو چباتا ہوگا۔

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات پر حضرت علیؓ نے صبر کیا اور صبر کا حکم دیا

چھٹا حوالہ :۔ نہج البلاغت جلد دوم ترجمہ مفتی جعفر حسین صفحہ ۳۰۵۔

قال له وهو يلي غسل رسول الله صلّى الله عليه وآله وسلّم و تجهيزه بأبي انت وامي لقد انقطع بموتك ما لم ينقطع بموت غيرك من النّبوّة والانباءِ واخبار السّماء خصّصت حتّى صرت مُسلّياً عمّن سواك وعمّمت حتّى صار الناس فيك سواءً ولولا انك امرت بالصبر ونهيت عن الجزع لانفدنا عليك ماء الشؤون ۔

ترجمہ :۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

کو غسل وکفن دیتے وقت فرمایا۔ یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پہ قربان ہوں
آپ کے رحلت فرما جانے سے نبوّت خدائی احکام اور آسمانی خبروں کا سلسلہ
قطع ہو گیا جو کسی اور نبیؐ کے انتقال سے نہیں ہوا تھا۔ آپ نے اس مصیبت میں
اپنے اہل بیت کو مخصوص کیا یہاں تک کہ آپ نے دوسروں کے غموں سے تسلّی دی اور
اس غم کو عام کر دیا اور سب لوگ آپ کے (سوگ میں) برابر کے شریک ہیں۔ اگر
آپ نے صبر کا حکم اور نالہ و فریاد سے روکا نہ ہوتا تو ہم آپ کے غم میں آنسوؤں
کا ذخیرہ ختم کر دیتے۔

غازی ۔ ایک دفعہ شیعہ ذاکر سے ماتم کے بارے میں گفتگو ہوئی تو اُس نے
جواب دیا مولانا انسان فطرتی طور پر ماں کے پیٹ سے روتا ہوا پیدا ہوتا ہے
اس لیے رونا جائز ہے تو میں نے اس پر جواب دیا اگر انسان فطرتی طور پہ روتا ہوا
ہی پیدا ہوتا ہے تو سب مرد اور عورتوں کو ننگے ہی پھرنا چاہیئے کیونکہ فطرتی طور
پر تمام ننگے ہی پیدا ہوتے ہیں اور سنت ابراہیمی کو بھی نہیں بجا لانا چاہیئے جبکہ
فطرتی طور پہ بغیر سنّت کے پیدا ہوتے ہیں۔

جناب فاطمۃ الزہرا رضؓ کی وفات پر حضرت علی رضؓ نے صبر کیا اور صبر کا حکم دیا

نہج البلاغت روافض کی وہ معتبر کتاب ہے جسے بقول اِن کے اِسے قرآن مجید
کے بعد کا درجہ حاصل ہے۔ شیعہ حضرات کا دعویٰ ہے کہ اس میں مولا علی رضؓ کے خطبات و
ملفوظات درج ہیں۔

ساتواں حوالہ:۔ نہج البلاغت جلد دوم صفحہ ۲۴۳ مترجم مفتی جعفر حسین رافضی۔

عند دفن سیدۃ النساء فاطمۃ علیہا السلام السلام علیك یا رسول اللہ عنی وعن ابنتك النازلۃ فی جوارك والسریعۃ اللحاق بك قل یا رسول اللہ عن صفیتك صبری - ورق عنہا تجلدی الا ان لی فی لتاسی بعظیم فرقتك وفادح مصیبتك موضع تعزّ فلقد وسدتك فی ملحودۃ قبرك وفاضت بین نحری وصدری نفسك - اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ -

ترجمہ :۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدۃ النساء حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے دفن کے موقع پر فرمایا یا رسول اللہ آپ کو میری جانب سے اور آپ کے پڑوس میں اترنے والی اور آپ سے جلد ملحق ہونے والی آپ کی بیٹی کی طرف سے سلام ہو یارسول اللہ آپ کی برگزیدہ بیٹی کی رحلت سے میرا صبر و شکیب جاتا رہا - میری ہمت و توانائی نے ساتھ چھوڑ دیا - لیکن آپکی مفارقت کے حادثہ عظمیٰ اور آپ کے رحلت کے صدمہ جانکاہ پر صبر کر لینے کے بعد مجھے اس مصیبت پر بھی صبر و شکیبائی ہی سے کام لینا پڑے گا - جبکہ میں نے اپنے ہاتھوں سے آپ کو قبر کی لحد میں اتارا اور اس عالم میں آپ کی روح نے پرواز کی کہ آپ کا سر میری گردن اور سینے کے درمیان رکھا تھا -

غازی :۔ اب جو ماتمی عورتیں برہنہ سر اپنے منہ پر تھپڑ مارتی ہیں کیا وہ جناب سیدہ کونین فاطمۃ الزہرا کی روح پاک کو صدمہ نہیں پہنچاتیں ؟ حضرت علیؓ کے فرمان کی تردید نہیں کرتیں ؟ اگر صبر اسی ڈرامے کا نام ہے تو بے صبری کسے کہتے ہیں -

رسول پاکؐ نے اپنی وفات پر جناب فاطمہؓ کو ماتم سے منع فرمایا

آٹھواں حوالہ - جلاء العیون مطبوعہ طہران مصنفہ ملّاں باقر مجلسی - یہ وہ

مجتہد ہے جس نے شیعہ مذہب کی اکثر کتابیں لکھی ہیں صفحہ ۶۵ پر یوں لکھتا ہے:

بسند معتبر از محمد باقرؒ روایت کردہ است کہ رسول خدا در ہنگام وفات حضرت فاطمہؓ را گفت۔ اے فاطمہ چوں بمیرم رُوئے خود را برائے من مخراش و گیسوئے پریشان مکُن و واویلا مگو و بر من نوحہ مکُن و نوحہ گراں مطلب حضرت فرمود اے فاطمہ گریہ مکُن و صبُور باش۔

ترجمہ:۔ معتبر سند کے ساتھ حضرت محمد باقرؒ سے روایت ہے کہ حضرت رسول پاک نے اپنی وفات کے وقت اپنی بیٹی فاطمہؓ سے فرمایا کہ اے فاطمہؓ جب میں رحلت کر جاؤں تو تو میرے غم میں اپنا چہرہ نہ چھیلنا اور اپنے بالوں کو پریشان نہ کرنا اور واویلا نہ کرنا نوحہ کرنے والیوں کو نہ بلانا اور صبر کو اپنا پیشہ بنانا۔

ماتم کرنے والی عورت کی کتّے کی شکل

نانواں حوالہ:۔ حیات القلوب جلد دوم صفحہ ۳۱۵۔

پیغمبر اسلام فرمود زنے را دیدم بصورت سگ و آتش در دبرش داخل می کرد و از دہانش بیروں می آمدند و ملائکہ سر و بدنش را بگرزہائے آہن می زدند۔ فاطمہ صلوٰۃ اللہ علیہا گفت اے پدر بزرگوار مرا خبردہ کہ عمل و سیرت ایں زن چہ بُود پیغمبر گفت کہ ایں زن نوحہ کنندہ بود۔

ترجمہ:۔ آنحضرت نے فرمایا میں نے معراج کی رات ایک عورت کو جہنم میں دیکھا کہ صورت اس کی کُتے کی تھی اور فرشتے اس کے پچھلے راستے سے آگ داخل کر رہے تھے اور شعلے اس کے منہ سے نکل رہے تھے اور فرشتے اس کے سر اور گردن پر لوہے کی گرزیں مار رہے تھے۔ حضرت فاطمہؓ نے دریافت کیا کہ ابا جان اس عورت کے اعمال و کردار کیا تھے حضورؐ نے فرمایا وہ عورت نوحہ کیا کرتی تھی۔

کالے کپڑے پہننے کی ممانعت

دسواں حوالہ: حیات القلوب جلد دوم صفہ ۵۳۸۔

حضرت فرمود کہ در مصیبت ہائے طمانچہ بر روئے خود مزند و روئے خود مخرا شید و موئے خود را بکنید و گریباں خود را چاک مکنند و جامہ خود را سیاہ مکنید پس برایں شرطہا حضرت باایشاں بیعت کرد۔

ترجمہ:۔ حضورؐ نے (عورتوں کو بیعت کرتے وقت) فرمایا کہ مصیبت کے وقت منہ پر طمانچے نہ مارو اور اپنا چہرہ نہ چھیلو اور اپنے بال نہ نوچو اور گریباں چاک نہ کرو اور کپڑے کالے نہ رنگو اور واویلا نہ کرو۔ انہیں شرطوں پر حضورؐ نے بیعت کی۔

ریل گاڑی میں ایک ذاکر صاحب سے ملاقات

ایک مرتبہ میں ناروال سے شکر گڑھ تک بذریعہ ریل سفر کر رہا تھا اُسی ڈبہ میں ایک سیاہ پوش ذاکر صاحب تشریف فرما تھے جو غالباً کہیں مجلس پڑھنے جا رہے تھے۔ مجھے بھی اتفاق سے اسی ڈبہ میں سامنے والی سیٹ پر جگہ ملی۔ گاڑی اسٹیشن سے روانہ ہوئی تو میں نے ذاکر صاحب سے پوچھا جناب آپ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔ مولوی مذکور نے کہا ذاکرِ اہلِ بیت ہوں اور فلاں مقام پر مجلس پڑھنے کے لیے جا رہا ہوں۔ میں نے پوچھا جناب یہ سیاہ لباس جو آپ نے زیبِ تن فرما رکھا ہے کیا آپ کوئی ثبوت اِثنا عشری کتابوں سے پیش کر سکتے ہیں کہ امام الائمہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لے کر امام غائب تک کسی ایک نے سیاہ لباس خود پہنا ہو اور مومنین و مومنات کو پہننے کا حکم دیا ہو۔ ذاکر صاحب نے چونک کر کہا سوال تو جناب نے کر دیا لیکن اتنا بھی علم نہیں کہ غلافِ کعبہ کالا، ہمارے نبیؐ کی کملی کالی، بلالؓ کا رنگ کالا۔ ایک دن ہمارے چبارے کی منڈیر پہ کوا بیٹھا

ہوا تھا میں نے غور سے دیکھا وہ بھی کالے رنگ کا تھا۔ سیاہ پوش صاحب یوں سمجھے جیسا کہ میں نے مخالف کو دندان شکن جواب دے کر خاموش کر دیا ہے۔ میں نے کہا حیدری صاحب آپ شیعانِ غلافِ کعبہ یا شیعیانِ بلال نہیں۔ آپ تو شیعیانِ حیدرِ کرار ہونے کے دعویدار ہیں۔ بارہ اماموں میں سے کسی ایک کے متعلق اپنی کسی غیر مستند کتاب سے لے کر معتبر کتابوں سے ثابت کرو کہ انہوں نے سیاہ لباس پہنا ہو نیز مومنین و مومنات کو پہننے کا حکم دیا ہو تو میں تمہاری تقلید کروں گا۔ ذاکر صاحب سنیئے یہ کس کی ایجاد لباس ہے تمہارے رئیس المحدثین ملاں باقر مجلسی نے اپنی معتبر کتاب حلیۃ المتقین میں امام معصوم کی روایت سے لکھا ہے۔ ایک مومن نے حضرت علیؓ سے کالے لباس کے متعلق مسئلہ پوچھا۔ آپ نے فرمایا۔ آں پوشش فرعون است۔ یہ فرعون کا لباس ہے۔ آپ نے علی کرم اللہ وجہ الشریف کے ارشاد کے مطابق فرعون کا لباس پہن رکھا ہے۔ ذاکر مذکور کا گھوڑا اتنی گاڑی میں ہی نکل گیا ساتھ ہی سیاہ عبا کے ٹانکے بھی ٹوٹ گئے۔ ذاکر صاحب مولا علیؓ المدد کا وظیفہ کر ہی رہے تھے کہ اچانک گاڑی کی رفتار کم ہو گئی۔ دو منٹ کے بعد گاڑی اسٹیشن پہ رُکی اور سیاہ پوش صاحب جان چھڑا کر فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔

سیاہ لباس دوزخیوں کا ہے

گیارھواں حوالہ:۔ حلیۃ المتقین مطبوعہ طہراں صفحہ ۶ مصنفہ ملاں باقر مجلسی

بسند معتبر از امیر المومنین منقول است کہ مپوشید جامۂ سیاہ کہ آں پوشش فرعون است و در حدیث معتبر منقول است کہ شخصے از حضرت صادق پرسید کہ در کلاہ سیاہ نماز بکنم فرمود کہ در آں نماز مکن کہ لباس اہلِ جہنم است۔

ترجمہ :۔ معتبر سند کے ساتھ جناب امیر المومنین سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کالا کپڑا مت پہنو کیونکہ یہ فرعون کا لباس ہے اور ایک معتبر حدیث سے نقل ہے کہ کسی شخص نے حضرت امام جعفر صادق رضؓ سے پوچھا کہ سیاہ ٹوپی میں نماز پڑھ لوں تو آپ نے فرمایا اس میں نماز نہ پڑھنا کیونکہ یہ لباس جہنمیوں کا ہے۔

غازی ۔ اب شیعیانِ حیدرِ کرار کہلانے والے خود اندازہ کریں کہ یہ کالے کپڑے پہن کر ماتم کرنے والے کس طرف کو جائیں گے ۔ اِس صورت میں تو حضرت علی رضؓ کے ارشاد کے مطابق سیدھے...... کا ٹکٹ لیں گے اور راستے میں کسی اسٹیشن پر کھڑے ہونے کی اجازت بھی نہیں ہوگی ۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الشریف کی طرف سے صبر کا حکم

بارھواں حوالہ :۔ نہج البلاغت جلد سوم مترجم مفتی جعفر حسین صفحہ ۲۲۳

وقال علیہ السلام ۔ من لم ینجہ الصبر اھلکہُ الجزعُ

ترجمہ :۔ جسے صبر رہائی نہیں دلاتا اُسے بے تابی و بے قراری ہلاک کر دیتی ہے۔

مصیبت کے وقت ہاتھ ران پہ مارنے سے عمل ضائع ہو جاتے ہیں

تیرھواں حوالہ :۔ نہج البلاغت جلد سوم مترجم مفتی جعفر حسین صفحہ ۲۱۹

وقال علیہ السلام ینزل الصبر و علی قدر المصیبة ومن ضرب یدہ علی فخذہ عند المصیبہ حبط عملہٗ ۔

ترجمہ :۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مصیبت کے اندازہ پر اللہ کی طرف سے صبر کی ہمت حاصل ہوتی ہے جو شخص مصیبت کے وقت ران پہ ہاتھ مارے اُس کا عمل اکارت جاتا ہے ۔

بزرگوں کی طرح صبر کرنے کا حکم

چودھواں[۱۴] حوالہ نہج البلاغت جلد سوم مترجم مفتی جعفر حسین صفہ ۳۱۱

وفی خبر اخر انہ علیہ السلام قال للاشعث بن قیس معزیا

ان صبرت صبر الاکارم والا سلوت سلو البہائم۔

ترجمہ:- ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت علی رض نے) اشعث بن قیس کو تعزیت دیتے ہوئے فرمایا اگر بزرگوں کی طرح تم نے صبر کیا تو خیر ورنہ چوپاؤں کی طرح ایک دن بھول جاؤ گے۔

نذرِ اللہ نیازِ حسینؑ

سائل نے ایک دروازے پر کھڑے ہو کر نذرِ اللہ نیازِ حسینؑ کی صدا بلند کی۔ صاحبِ خانہ میں سے ایک کا نام علی رض اور دوسرے کا نام حسین تھا۔ گھر والوں نے سائل کو حسبِ توفیق نقدی، روٹی اور آٹا دیکر فارغ کیا۔ سائل نے تمام اشیاء کو لپیٹ کر ایک گٹھڑ باندھ کر ایک طرف رکھ کر یا علی اور یا حسین کی بلند صداؤں کے ساتھ پیٹنا شروع کر دیا۔ صاحبِ خانہ نے ماتم کی آواز سُن کر دروازہ کھولا اور دیکھا کہ وہی سائل سُر تال کے ساتھ سینے پر تھپّڑ مار رہا ہے اور منہ سے یا علی اور یا حسین کی صدائیں بلند کر رہا ہے۔ گھر والوں نے فقیر کا دامن پکڑ کر کھینچا اور کہا بندۂ حرص و ہوس ہمارا ہی کھا کر ہمیں پیٹتے ہو۔ ارے ظالم ماتم تو تم کو اُن لوگوں کا کرنا چاہیئے جنھوں نے تم کو دروازے سے دھکّے دیئے ہیں ہمارا ہی کھا کر ہمیں پیٹتے ہو حضرات اس سے ثابت ہوا کہ ماتم ہمیشہ ظالمین کا ہوتا ہے کبھی کسی نے محسنین کا ماتم نہیں کیا اُن کے حق میں تو دُعائیں کی جاتی ہیں۔

صاحبِ مصیبت کو لازم ہے کہ منہ پر طمانچے نہ مارے

پندرھواں[۱۵] حوالہ: تحفۃ العوام صفہ ۲۱۵ مولفہ مفتی سیّد احمد علی مطبوعہ لکھنؤ۔ حضرات تحفۃ العوام روافض کی فقہ کی آسان کتاب ہے جو تقریباً ہر شیعہ کے گھر میں موجود ہوتی ہے۔ صفحہ مذکور پہ مؤلف مذکور یوں رقمطراز ہے صاحبِ مصیبت کو لازم ہے کہ صبر کرے طمانچے منہ پہ نہ مارے اور رانوں پہ ہاتھ نہ مارے اور اکثر علماء اس بات کے قائل ہوئے ہیں کہ جو عورت کسی مصیبت میں اپنے سر کے بال کُتر ڈالے یا مُنڈوا ڈالے یا نوچ ڈالے یا اپنا منہ اس قدر پیٹے کہ خون نکل آئے تو اس پر قسم کا کفّارہ دینا واجب ہے اور وہ یہ ہے کہ یا ایک بندہ آزاد کرے یا دس مسکینوں کو کپڑے پہنائے یا دس مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ یا اگر تینوں امروں سے عاجز ہو تو تین روزے پے درپے رکھے پس ہر حال مصیبت میں صبر کرے۔

شیون فریاد و نالہ و بیقراری کی ممانعت

سولھواں[۱۶] حوالہ: تحفۃ العوام صفہ ۲۱۶ - احادیث بسیار میں وارد ہوا ہے کہ جو کوئی بوقتِ مصیبت اپنی ران پہ ہاتھ مارے تو اس کے کل اعمالِ نیک حبط یعنی باطل ہو جائیں گے پس لازم ہے کہ شیون و فریاد و نالہ و بے قراری نہ کرے اور حدیث معتبرہ میں منقول ہے کہ جس کا ایک فرزند مر جائے اور وہ اس پہ صبر کرے یہ امر اس سے بہتر ہے کہ ستّر فرزند اس شخص کے جوان ہوں اور وہ راہ خدا میں سوار ہو کر جہاد کریں یعنی اُس ثواب سے وہ ثواب صبر کا زیادہ ہے۔

ماتمِ حسینؑ اور لائسنس

میں نے بہت دماغ سوزی کی لیکن میری سمجھ میں ابھی تک نہیں آیا کہ عبادت کرنے کے لیے

لائسنس کی کیا ضرورت ہے۔ لائسنس ہمیشہ اس چیز کا ہوتا ہے جس سے جان کا خطرہ ہو یا ایمان کا۔ مثلاً سنکھیا۔ تیزاب۔ پارہ۔ افیون۔ پوست۔ چرس۔ دھتورا شراب، رائفل، ریوالور وغیرہ وغیرہ۔ ان میں بعض چیزوں کو زائد اور ناجائز طور پر استعمال کرنے سے جان جاتی ہے اور بعض چیزوں کو اسلام نے منع فرمایا ہے تو ثابت ہوا کہ ان چیزوں کا لائسنس جان کا خطرہ ہے اور ماتم حسین ایمان کا خطرہ ہے کیا کوئی ذاکر جواب دے سکتا ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلانِ حق کیا تو اُس وقت کی گورنمنٹ سے لائسنس حاصل کیا ہو جبکہ تمام عرب کا عرب حضورؐ کا جانی دشمن تھا اور سرکارِ دو عالمؐ واحد اعلانِ حق کرنے والے تھے۔ اگر لائسنس اور روٹ کی ضرورت ہوتی تو حضورؐ بھی لائسنس لے کر اعلانِ حق کرتے اور جب امام حسینؓ ہمراہ اپنے رفقاء کے میدانِ کربلا میں شہید ہوئے تو انہوں نے راستوں کے لائسنس اور روٹ پرمٹ حاصل کیے ہوں اُن کے پاس لائسنس تھا تو قرآن مجید جو امام عالی مقام نے آخری وقت بھی نیزے پر سُنایا روافض کا عقیدہ ہے کہ ماتمی قطعی طور پر جنتی ہے۔ اور یہ اعلانِ حق ہے۔ اچھا اگر ماتم کرنے سے جنّت واجب ہو جاتی ہے تو تم بھی بغیر لائسنس کے اعلانِ حق کرو۔ اس سے ثابت ہوا کہ شیعہ حضرات اپنے محلے گلیاں امام باڑے چھوڑ کر ماتمِ حسینؓ کی آڑ میں اہل سنت و جماعت کے محلوں گلیوں اور بازاروں میں حضورؐ کے یاروں پہ تبرّہ بازی کرنے کے لیے لائسنس حاصل کرتے ہیں ورنہ فریضۂ ماتم شیعہ حضرات اپنے اپنے گھروں میں بھی ادا کر سکتے ہیں۔ موجودہ صورت میں شیعہ حضرات لائسنس لے کر پولیس کی سنگینوں کے نیچے صحابہؓ کو گالیاں دیتے ہیں تاکہ ان کو کوئی اہل سنت تبرّہ بازی سے منع نہ کر سکے اس لیے شیعہ حضرات کو چاہیئے کہ اپنے تمام

مالسنس منسوخ کروا کے کھلے بازاروں فریضۂ حق ادا کریں اور نوحہ وماتم جاری کرنے والے امام ...... کی سنت کو پورا کریں۔

حیدری:۔ مولانا آپ نے ہم پہ بہتان باندھا ہے کہ ہم صحابہؓ پہ تبرّہ بازی کرتے ہیں۔ ہمارے شیعہ مذہب میں تو دوسروں کے بزرگوں کو اُف تک کہنے کا حکم نہیں چہ جائیکہ تبرّہ بازی۔

غازی:۔ حیدری صاحب یا تو تم شیعہ مذہب سے واقف ہی نہیں ہو اور یا پھر تقیّہ سے کام لے رہے ہو جب کہ تمہارے مذہب کے نو حصے تقیہ اور ایک حصہ سچائی ہے۔ علاوہ ازیں تمہاری معتبر تفسیر حسن عسکری جس کا اُردو ترجمہ سیّد شریف حسین بھریلوی نے کیا ہے اور امامیہ کتب خانہ والوں نے اسے شائع کیا ہے صفحہ ۲۹۶ پہ یوں مرقوم ہے۔ تقیہ کرنا اعلیٰ ترین فرائض ہے اور جناب رسولِ خدا نے فرمایا کہ جو مومن تقیہ نہیں کرتا (یعنی جھوٹ نہیں بولتا) وہ گویا ایک جسم ہے جس کا سر نہیں۔

اَصحابِ ثلاثہ کے متعلق روافض کا عقیدہ

حق الیقین صفحہ ۵۲۲ مصنفہ ملّاں باقر مجلسی رافضی نے یوں لکھا ہے۔ حضرت علی بن الحسین ازآں حضرت پرسید کہ مرا بر تو حق خدمتے ہست مرا خبر دہ از حال ابوبکرؓ و عمرؓ حضرت فرمود ہر دو کافر بودند و ہر کہ ایشاں را دوست دارد کافر است۔

ترجمہ:۔ حضرت علی بن حسین نے آنحضرت سے پوچھا تجھ پہ میرا حقِ خدمت ہے۔ مجھے خبر دو ابوبکرؓ اور عمرؓ کے حالات کی حضرت نے فرمایا (معاذ اللہ ثم

معاذ اللہ) وہ دونوں کافر ہیں اور جو اُن کو دوست رکھے وہ بھی کافر ہے۔ یہ ہے حیدری صاحب یارانِ مصطفےٰ اور ہمارے متعلق روافض کا عقیدہ ۔

عورتوں کو ماتم کرنے کی سخت ممانعت

سترھواں حوالہ۔ تفسیر قمی صفحہ ۶۷۶

قالت ام حکیم بنت الحارث بن عبد المطلب ما هو المعروف الذی امرنا الله به ان لا یعصیک فیه فقال ان لا تخمش وجها ولا تلطمن خدا ولا تنتفن شعرا۔ ولا تمزقن جیبا ولا تسودن ثوبا ولا تدعون بالویل والثبور ۔

ترجمہ:۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چچازاد بہن حضرت ام حکیم بنت حارث بن عبدالمطلب نے حضور سے دریافت کیا کہ یا حضرت اللہ تعالیٰ نے سورہ ممتحنہ میں عورتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ معروف میں جناب کی نافرمانی نہ کریں یا حضرت یہ معروف کیا چیز ہے حضور نے فرمایا اِس کا مقصد یہ ہے کہ عورتیں کسی کی موت پر بیٹھ کر اپنا چہرہ نہ چھیلیں اور رخساروں پر طمانچے نہ ماریں اور بال نہ نوچیں، گریبان نہ پھاڑیں، کپڑے سیاہ نہ کریں، ہائے وائے اور واویلا نہ کریں ۔

حسینی عَلَم کا رنگ سبز تھا

روافض ہر سال عشرۂ محرم یا علاوہ ازیں جب بھی کبھی ماتمی جلوس برآمد کرتے ہیں تو دیگر سازوں کے علاوہ عَلَم اور پنجے وغیرہ جو ساتھ ہوتے ہیں اُن کے رنگ

کالے ہوتے ہیں۔ ان پنجہ و عَلَم اور تعزیہ سازوں کو یہ خبر نہیں کہ یہ سیاہ رنگ جو تمہارا جزوِ زندگی بن چکا ہے یہ کس کا پسندیدہ رنگ ہے اور ائمہ اطہار کا اس کے متعلق کیا ارشاد ہے۔ میری اسی کتاب ابتدائے ماتم کو اوّل سے لے کر آخر تک مطالعہ کریں۔ انشاء اللہ شفا ہوگی۔

ادارۂ درسِ عمل لاہور

ادارۂ درسِ عمل کے ماتحت سید جعفر حسین زیدی خطیب جامع مسجد کرشن نگر لاہور نے کتاب و سنت کی روشنی میں سوالات و جوابات کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ اس وقت میرے پیشِ نظر فروری ۱۹۷۲ء کا شمارہ ہے۔ خطیب مذکور صاحب صفحہ ۱۴ پر ایک مومن کے سوال کے جواب میں یوں فرماتے ہیں۔

سوال:- شبیہہ کے لفظی معنی کیا ہیں؟ کیا تعزیہ عَلَم ذوالجناح کی شبیہوں کا بمطابق اصل ہونا ضروری ہے۔ مثلاً عَلَم ابوالفضل العباس کے متعلق ہی سنا ہے کہ آپ کے عَلَم کا رنگ سبز تھا اور اس کے اوپر کلمہ طیبہ لکھا ہوا تھا۔ لیکن اس کے برعکس آپ عَلَموں کے کپڑے کا رنگ سیاہ اور اوپر پنجہ انسانی ہاتھ کی شکل مختلف دھاتوں سے بنا کر لگائی جاتی ہے۔

الجواب:- ملتی جلتی چیز کو شبیہہ کہا جاتا ہے وہ اصل سے جتنی مشابہ ہوگی اتنی ہی زیادہ موثر ہوگی لیکن اس کا گلیتہً مطابق اصل ہونا لازمی نہیں روایات سے پتہ چلتا ہے کہ عَلَم حسینی سبز رنگ کا تھا۔

عَلَم کے اوپر انسانی ہاتھ کا پنجہ بنانا خلافِ احتیاط ہے

درسِ عمل صفحہ ۱۵ سرپرست سید محمد جعفر زیدی خطیب جامعہ مسجد کرشن نگر لاہور

یہ کہ عَلَم کے اُوپر انسانی ہاتھ کی مجسم شکل بنانا شرعاً کیسا ہے - میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ خلافِ احتیاط ہے (یعنی ناجائز ہے)۔

جو شخص قبر جدید یا شبیہہ بنائے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے

۱۸ اٹھارھواں حوالہ :- من لا یحضرہ الفقیہ ص۵ - وقال امیر المومنین من جد دقبراً او مثل مثالاً فقد خرج عن الاسلام -

ترجمہ :- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص قبر جدید تیار کرے یا شبیہہ بنائے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

غازی :- اب درسِ عمل کے سرپرست سیّد محمد جعفر زیدی کے درس پر کان دھرا جائے یا امام الائمہ تاجدارِ ہل اَتیٰ مرتضیٰ مشکل کشا شیرِ خدا قاتلِ مرحب فاتحِ خیبر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الشریف کے ارشادات عالیہ پر عمل کیا جائے۔ زیدی صاحب شبیہہ کو جائز قرار دے کر بلکہ جس قدر مشابہ زیادہ ہوگی مؤثر کا فتویٰ دے رہے ہیں - اُدھر مولا علی قبر جدید اور شبیہہ یعنی تعزیہ بنانے والے کو دائرہ اسلام سے خارج کر رہے ہیں - ہم اہل سنت و جماعت تو مولا علی کے فرمان پر ہی عمل کر سکتے ہیں اور قیامت تک کرتے رہیں گے - زیدی صاحب کے حکم پر تو روافض ہی عمل کر سکتے ہیں۔

وہ لعنتی ہے جو مصیبت کے وقت اپنی چادر کندھے سے اُتار پھینکے

۱۹ اُنیسواں حوالہ :- من لا یحضرہ الفقیہ ص۴۶ وقال علیہ السلام - ملعون - ملعون من وضع ردائہ فی مصیبۃ غیرہ

ترجمہ :- فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے وہ لعنتی ہے لعنتی ہے جس نے دوسرے کی

مصیبت پر اپنی چادر اُوپر سے اُتار پھینکی۔

عورت کو تین دن سے زیادہ سوگ کرنے کی ممانعت

بیسواں حوالہ:۔ تہذیب الاحکام صفہ ۲۳۸ جو کہ شیعہ حضرات کی مستند حدیث کی کتاب اور صحاح اربعہ سے ہے نیز من لا یحضرہ الفقیہ صہ ۴۸ مصنفہ شیخ صدوق پر بھی یہی حدیث مرقوم ہے۔ وقال الصادق علیہ السلام لیس لاحدکم ان یجد اکثر من ثلثة ایام الامراة علی زوجہا حتّٰی تقضی عِدَّتِہَا۔

ترجمہ:۔ حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا کسی مرد اور عورت کو کسی کی موت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنے کی اجازت نہیں سوائے عورت کے کہ وہ خاوند کی موت پر عدت ختم ہونے تک سوگ کرے۔

صبر کرنے پر گناہوں کی معافی

اکیسواں حوالہ:۔ من لا یحضرہ الفقیہ صفہ ۴۶۔ یہ کتاب بھی روافض کی صحاح اربعہ میں شامل ہے۔ وقال ابوجعفر ما من مومن یصاب بمصیبة فی الدنیا فیسترجع عند مصیبة ویصبر حین تفجاٴہ المصیبة الّا غفر اللہ لہ ما مضٰی من ذنوبہ الّا الکبائر التی اوجب اللہ عزوجل علیہا النّار۔

ترجمہ:۔ حضرت محمد باقر نے فرمایا کہ جس مومن کو دنیا میں مصیبت پہنچے اور وہ مصیبت کے وقت اِنَّا لِلّٰہِ پڑھے اور صبر کرے تو اللہ اس کے تمام چھوٹے گناہ بخش دیتا ہے سوائے کبیرہ گناہوں کے۔

مومن کے پاس بلا آتی ہے تو اُسے نہایت صابر پاتی ہے

بائیسواں[۲۲] حوالہ :۔ من الا یحضرہ الفقیہ صفہ[۴۷] وقال علیہ السلام ان البلاء والصبر یستبقان إلیٰ المومن فیأتیہ البلاء وھو صبور وان الجزع والبلاء یستبقان الی الکافر فیأتیہ البلاء وھو جزوع

ترجمہ :۔ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ بلاء اور صبر مومن کی طرف سبقت کرتی ہیں جب مومن کے پاس آتی ہے تو اسے نہایت صابر پاتی ہے اور جزع اور بلا کافر کی طرف سبقت کرتی ہوئی آتی ہیں جب وہ اس کے پاس پہنچتی ہیں تو کافر کو بڑا گھبرایا اور واویلا کرتے ہوئے پاتی ہیں ۔

شہید کی شہادت پر پیٹنا اور واویلا کرنا سخت منع ہے

تئیسواں[۲۳] حوالہ :۔ من الایحضرہ الفقیہ صفہ[۴۶] وقال علیہ السلام فاطمہ علیہا السلام حین قتل جعفر بن ابی طالب لاتدعین بویل ولا ثکل ولا حرب وما قلت فیہ فقد صدقت ۔

ترجمہ :۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ علیہا السلام کو فرمایا جب کہ حضرت جعفر ابن ابی طالب کی شہادت ہوئی کہ آپ واویلا نہ کریں اور منہ پر پٹیں نہیں اور تھپیڑ نہ ماریں اور جو کچھ میں نے کہا ہے اُس کی تصدیق کریں ۔

حیدری :۔ مولانا صاحب قرآن کریم سے جب یہ ثابت ہے کہ فراقِ یوسف علیہ السلام میں آپ کے والد گرامی یعقوب علیہ السلام روتے پیٹے اور ماتم کیا اور حالانکہ جناب یوسف علیہ السلام زندہ تھے تو پھر ہماری کتابوں سے حوالہ جات کے انبار لگانے کا کیا مقصد قرآن کے ہوتے ہوئے ہماری تمہاری کتابوں کی کیا وقعت ہے ۔

غازی :۔ بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا۔ جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا

میرے خیال میں تھا کہ حیدری صاحب بہت دنوں سے غائب ہیں شاید کوئی ایٹمی حوالہ پیش کرنے کے لیے لائیں گے جس کا میرے پاس کوئی جواب نہ ہوگا جناب حیدری صاحب قرآن کریم کی کس آیت کریمہ سے فراق یوسف علیہ السلام میں جناب یعقوب علیہ السلام کا پیٹنا، ماتم کرنا، گھسیڑا نکالنا ثابت ہے ہاں ہمارے قرآن میں تو ایسا واقعہ کہیں موجود نہیں، البتہ تمہارے قرآن میں جس کی لمبائی ستر گز اور ستر ہزار آیات پر مشتمل ہے موجود ہوگا جبکہ ہمارے قرآن کی چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیات ہیں۔

حیدری:۔ مولانا صاحب آپ نے یہ نئی بحث چھیڑ دی۔ کیا ہمارا قرآن کوئی دوسرا ہے؟ موجودہ قرآن کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے قرآن کے قائل کو میں تو دائرہ اسلام سے خارج و کافر سمجھتا ہوں۔

غازی:۔ حیدری صاحب سنئیے اپنے قرآن کی لمبائی چوڑائی۔

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا   آگے آگے دیکھیئے ہوتا ہے کیا

الشافی ترجمہ اصول کافی جلد دوم مترجم سید ظفر حسین مصنف محمد بن یعقوب کلینی مصدقہ امام غائب صفحہ ۶۳۲ پر مرقوم ہے۔

عن هشام بن سالم عن ابی عبد الله علیہ السلام - قال ان القرآن الذی جاء بہ جبریل الی محمد صلی الله علیہ وآلہ وسلم سبعة عشر الف ایة۔

ترجمہ:۔ ہشام بن سالم نے حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جو قرآن جبریل علیہ السلام حضرت رسول خدا پر لے کر آئے تھے اس میں ستر ہزار آیات تھیں۔

توضیح:۔ مترجم اس حدیث میں آیات کی تعداد ستر ہزار بیان کی گئی ہے لیکن موجودہ قرآن میں آیات کی تعداد چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ ہے۔

واقعہ جناب یعقوب علیہ السلام از قرآن مجید

پارہ ۱۳ ۔سورہ یوسف ۔ وَتَوَلّٰی عَنْهُمْ وَقَالَ یٰاَسَفٰی عَلٰی یُوْسُفَ وَابْیَضَّتْ

عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ۝

ترجمہ: مقبول رافضی صفحہ ۴۹۵ - اور اُن کی طرف سے منہ پھیر لیا اور کہنے لگے۔ (یعقوب علیہ السلام) ہائے ہائے یوسف اور غم اندوہ سے ان کی دونوں آنکھیں سفید ہو گئیں اس لیے کہ وہ رنج کو ضبط کرنے والے تھے۔

غازی:- حیدری صاحب قرآن مجید کی آیت و ترجمہ سے یہ کہاں ثابت ہے کہ جناب یعقوب علیہ السلام نے لوگوں کو جمع کیا اور مروّجہ ماتم کی طرح مجلس عزا بپا کر کے منہ پر طمانچے مارے گریبان چاک کیا اور زنجیروں سے بدن لہو لہان کیا۔ قرآن کریم سے تو صرف اتنا ثابت ہے کہ فراقِ یوسف علیہ السلام میں روتے روتے آپ کی آنکھیں سفید ہو گئیں، باوجود اس قدر رنج و علم کے آپ نے صبر کا دامن پھر بھی ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ مروّجہ ماتم کا اس واقعہ کے ساتھ دُور کا واسطہ بھی نہیں۔ کیا میں عزاداران حسین رضؓ سے پوچھ سکتا ہوں کہ اب تک کتنے مومنین ہیں جن کی آنکھیں غمِ حسین رضؓ میں رو رو کر سفید ہو گئیں اور اُن کی بینائی جاتی رہی۔ ہمارے ہاں تو عشرہ محرم کے دنوں بکرے کا گوشت غائب، مرغ کی قیمت پندرہ ۱۵/ روپے سے بڑھ کر تیس ۳۰/ روپے پھر بھی نایاب۔ جلوس کے مصدقہ راستوں میں جابجا شیریں ٹھنڈے پانی کی سبیلیں لگائی جاتی ہیں۔ لہٰذا اس سے ثابت ہوا کہ مروّجہ ماتم کو جناب یعقوب علیہ السلام کے واقعہ کے ساتھ چسپاں کرنا صریحاً جہالت ہے۔

سیاہ لباس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے

چوبیسواں ۲۴ حوالہ:- توضیح المسائل مؤلفہ صدر مدرس اختر عباس جامع المنتظر صفحہ ۱۳۸ - یہ چند ایک چیزیں نمازی کے لباس میں نماز پڑھنے کے وقت مکروہ ہیں۔ سیاہ لباس کا پہن کر نماز پڑھنا وغیرہ۔

اگر عورت کسی کی موت پہ بال نوچے تو وہ ایک بندہ آزاد کرے

پچیسواں[۲۵] حوالہ:۔ توضیح المسائل صفحہ ۹۸ - باپ اور بھائی کی موت کے علاوہ کسی کی موت پر گریبان چاک کرنا بھی جائز نہیں بلکہ احتیاط واجب ہے اسی میں ہے کہ باپ اور بھائی کی موت پہ بھی گریبان چاک نہ کرے۔ اگر عام عورت کسی رشتہ دار کی موت پہ منہ کریدے یا بالوں کو نوچے تو وہ ایک بندہ آزاد کرے یا دس فقیروں کو کھانا کھلائے یا پوشاک پہنائے یہی حکم مرد کے لیے بھی ہے جبکہ وہ اپنی بیوی کی موت اور بیٹے کی موت پہ اپنا لباس چاک کرے۔

حیدری:۔ مولانا صاحب جناب یعقوب علیہ السلام کے واقعہ کی تسلی تو آپ نے کروا دی لیکن قرآن مجید کے اس واقعہ کو کہاں چھپاؤ گے جبکہ جناب ابراہیم علیہ السلام کی بیوی جناب سارہ کو رب تعالیٰ نے بیٹے اسحاق علیہ السلام کی بشارت دی تو اس نے ماتھے پہ ہاتھ مارا اور چلائی کہ ہائے میرے بچہ کیسے ہوگا۔

غازی:۔ میرا خیال تھا کہ حیدری صاحب کی مکمل طور پہ تسلی ہو گئی ہوگی لیکن اوّل قارئین حضرات اصل واقعہ ملاحظہ فرمائیں بعد ازیں روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائے گا کہ روافض کا اس واقعہ کے ساتھ ماتم کی پخ لگانا کس قدر مضحکہ خیز جہالت ہے۔

جناب سارہؓ کا بیٹے کی بشارت پہ اظہارِ تعجب کرنا

ترجمہ مقبول صفحہ ۴۵۶ - سورہ ہود - قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًا ۭ اِنَّ هٰذَا لَشَىْءٌ عَجِيْبٌ ۔ قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ۭ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۔

ترجمہ:۔ اُس (سارہ) نے یہ کہا کہ ہائے خرابی میری کیا مجھ سے بچہ پیدا ہوگا حالانکہ میں بڑھیا (پھوس) ہوں اور میرے یہ شوہر ضعیف (بیکار) ہیں یہ تو بہت ہی عجیب

بات ہے اُن فرشتوں نے کہا کہ (اے عورت) کیا تو امرِ خدا سے تعجب کرتی ہے حالانکہ اے اہلِ بیت تم پر خدا کی رحمت اور اُس کی برکتیں ہیں بیشک اللہ تعالیٰ سزاوار حمد و ثنا ہے۔

حاشیہ ترجمہ مقبول:۔ وَاَنَا عَجُوْزٌ علل الشرائع میں جناب محمد باقر رضؓ فرمایا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس دن یہ واقعہ ہوا ہے اس دن حضرت سارہ نوے ۹۰ برس کی تھیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک سو بیس ۱۲۰ برس کے تھے۔ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عَجِیْبٌ۔ حضرت سارہ کا تعجب کہ ایسی بوڑھیوں سے اولاد پیدا ہو جائے بنابر عادت تھا نہ بابت قدرت پروردگارِ عالم تفسیر عیاشی میں ہے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ تمہارے ہاں بیٹا ہوگا اور حضرت نے حضرت سارہ سے ذکر کیا اور انہوں نے یہ کہا کہ ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ۔ خدا تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ عنقریب اس سے بچہ پیدا ہوگا۔ اور اس نے میرے کلام پر تعجب ظاہر کیا ہے اِس لیے چار سو برس اس کی اولاد کو عذاب پہنچے گا۔ الخ

غازی:۔ یہ ہے اصل واقعہ جو میں نے قرآن مجید سے ترجمہ مقبول کے حوالہ سے پیش کیا ہے۔ اب ناظرین حضرات توجہ فرمائیں کہ مذکورہ آیت کریمہ میں وہ کونسا لفظ ہے جس سے جناب سارہ کا بیٹے کی بشارت پر ماتم برپا کرنا ثابت ہے۔ بیٹوں کی بشارت پر لوگ اظہارِ مسرت کیا کرتے ہیں یا مجلس عزا منعقد کیا کرتے ہیں۔ چلو اگر جناب سارہ نے بڑھاپے میں بچے کی بشارت پر اظہارِ تعجب کرتے ہوئے ماتھے پر ہاتھ مارا اور مومنین نے اسے براہین ماتم سمجھ لیا تو پھر مدعیانِ تولّا سیاہ پوشان کو بھی اسی فارمولا پر عمل کرنا چاہیئے۔ اِدھر بچہ پیدا ہونے کے آثار نظر آئے اُدھر ذوالجناح تعزیے عَلَم نکال کر پیٹنا شروع کر دیا لوگ پوچھیں گے آج محرم کی کیا تاریخ ہے تو کہہ دینا کہ محرم تو گذر چکا ہے بچے کی بشارت پر مجلسِ ماتم برپا کر رکھی ہے۔

ماتم کرنے والا بے دین ہے

چھبیسواں[۲۶] حوالہ :- فروع کافی جلد اوّل صفحہ ۶۱ - عن جعفر قال قلت له ما الجزع قال اشد الجزع الصراخ بالویل والعویل ولطم الوجه والصدور وجز الشعر من النواصی ومن اقام النواحة فقد ترك الصبر واخذ فی غیر طریقة ومن صبر واسترجع وحمد الله عزّ وجلّ فقد رضی بما صنع الله ووقع اجره علی الله ومن لم یفعل ذالك جری علیه القضاء وهو ذمیم واحبط الله تعالیٰ اجره ۔

ترجمہ :- حضرت محمد باقرؒ سے جزع کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا اشد جزع یہ ہے کہ واویلا کرنا، چیخنا چلانا اور سینہ پہ تھپڑ مارنا۔ پیشانی کے بال نوچنا اور جس شخص نے نوحہ سیاپا کرنے والوں کو بلایا اُس نے صبر و آلام کو چھوڑ کر بے دینی کا طریقہ اختیار کیا اور جس نے صبر کیا اور اِنّا للّٰہ پڑھا تو وہ راضی ہوا اس چیز پہ جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا اور جس نے ایسا نہ کیا تو خدا کی تقدیر اس پہ جاری ہو کر رہے گی اور وہ ذلیل ہوگا اور اس کا سب اجر اکارت جائے گا۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا فتویٰ

ستائیسواں[۲۷] حوالہ :- فروع کافی جلد اوّل صفحہ ۶۱ قال ابو عبد الله قال رسول الله ضرب المسلم یده علی فخذ عند المصیبة احباط لاجره

ترجمہ :- حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بوقتِ مصیبت اپنے ہاتھ کو ران پہ مارنا (پیٹنا) اپنے عملِ صالح کو برباد کرنا ہے۔

کسی کی موت پر رونے چلانے کی ممانعت

اٹھائیسواں[۲۸] حوالہ :- فروع کافی جلد اوّل صفحہ ۶۱ - عن ابی عبد الله

قال لا یصلح الصیاح علی المیّت ولا ینبغی ولکن الناس لا یعرفونه والصبر خیرٌ۔

ترجمہ:۔ حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ موت پر رونا پیٹنا، چیخنا چلّانا نہیں چاہیئے لیکن لوگ نہیں سمجھتے اور صبر کرنا بہتر ہے۔

لطیفہ ایک مولوی صاحب عید میلاد النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے موقعہ پر حضور نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ولادت باسعادت کے موضوع پر تقریر کر رہے تھے۔ مولانا صاحب کی مؤثر و مدلّل تقریر سن کر سامعین حضرات جھوم جھوم کر داد دے رہے تھے۔ مسجد کے ایک کونے میں بیٹھا ہوا ایک میراثی سر پہ ہاتھ رکھ کر زار و قطار رو رہا تھا۔ جلسہ ختم ہوا تو اس کے ساتھ ہی بیٹھے ہوئے ایک رفیق نے اُسے مولانا صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا اور ساتھ ہی روئیداد سنادی۔ مولانا صاحب نے پوچھا تمہارا کیا نام ہے کہنے لگا جناب مجھے حیدری کہتے ہیں۔ مولوی صاحب فرمانے لگے حیدری صاحب تجھے حضور کی ولادت باسعادت پہ جبکہ آج فرش و عرش والے بلکہ کائنات کا ذرّہ ذرّہ خوشیاں منا رہا ہے، مسرت نہیں ہوئی۔ سُنا ہے تم دورانِ تقریر رو رہے تھے حیدری صاحب نے جواب دیا مولانا صاحب خواہ کوئی مرے یا جئے ہم رویا ہی کرتے ہیں۔

حضرت امام حسینؓ کی یاد میں جسم کو زخمی کرنا حرام ہے

اُنتیسواں حوالہ[۲۹]:۔ مجمع المسائل مولفہ حسین القمی صفحہ ۳۲۱ ۔ در تعزیہ داری حضرت امام حسینؑ اگر شخص زخمی مثل تیغ وغیرہ بر خود بزند کہ ضرر باشد بر بدنش حرام است۔

ترجمہ:۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی تعزیہ داری میں اگر کسی شخص نے تلوار وغیرہ کا کوئی زخم اپنے اُوپر لگایا۔ جس سے اس کے بدن کو نقصان ہو حرام ہے۔

آقا حسین القمی کا فتوےٰ

تیسواں حوالہ :۔ مجمع المسائل صفہ ۱۰۶ - لباس سیاہ پوشیدن از برائے نماز کراہت دارد۔

ترجمہ :۔ نماز میں سیاہ لباس پہننا کراہت رکھتا ہے۔

تاجدارِ ہل اَتٰی نے رونے چلّانے سے منع فرمایا

اکتیسواں حوالہ :۔ نہج البلاغت جلد سوم مترجم مفتی جعفر حسین ناشر ادارہ علمیہ پاکستان۔ لاہور۔ صفہ ۲۸۲ وروی انہ علیہ السلام لماورد الکوفۃ نادما من صفین مر بالشبامین فسمع بکاء النساء علی قتل صفین وخرج الیہ حرب بن شرجیل الشبامی وکان من وجوہ قومہ فقال علیہ السلام لہ أتغلبکم نساءکم علی ما اسمع الا تنھونھن عن ھذا الرنین واقبل حرب یمشی معہ وھو علیہ السلام راکب فقال ارجع فان مشی مثلک مع مثلی فتنۃ للوالی ومذلۃ للمومنین۔

ترجمہ :۔ وارد ہوا ہے کہ جب حضرت مولا علیؑ صفین سے پلٹتے ہوئے کوفہ پہنچے تو قبیلہ شبام کی آبادی سے ہوکر گذرے جہاں صفین کے کشتوں پر رونے کی آواز آپ کے کانوں میں پڑی اتنے میں شرجیل شبامی جو اپنی قوم کے سربرآوردہ لوگوں میں سے تھے حضرت کے پاس آئے تو آپ (مولا علی) نے ان سے فرمایا کیا تمہارا ان عورتوں پر بس نہیں چلتا جو میں رونے کی آوازیں سن رہا ہوں اس رونے چلانے سے تم منع نہیں کر سکتے؟ حرب آگے بڑھ کر حضرت کے ہمرکاب ہو لیے۔ درحالانکہ حضرت اسوار تھے تو آپ نے فرمایا پلٹ جاؤ۔ ایسے آدمی کا مجھ ایسے کے ساتھ پیادہ چلنا والی کے لیے فتنہ اور مومن کے لیے ذلت ہے۔

قارئین حضرات توجہ فرمائیں

غازی: حضرات آپ نے بیشتر ازیں اسی کتاب میں پڑھا ہو گا کہ نہج البلاغت شیعہ حضرات کی وہ معتبر کتاب ہے جسے روافض کے عقائد کے مطابق قرآن پاک کے بعد اوّل مقام حاصل ہے - بقول روافض اِس کتاب میں حضرت علیؓ کے خطباب و ملفوظات درج ہیں - کیا میں سیاہ پوشان کی خدمت میں سوال پیش کر سکتا ہوں کہ آج کل کے ذاکر ہمارے قرآن کو ہاتھ میں لے کر جناب یعقوب علیہ السلام کے واقعہ سے صرف رونا پیٹنا ہی نہیں بلکہ پورے کا پورا مروّجہ تعزیہ سازی کا جواز پیش کرتے ہیں - کیا مولا علی شیرِ خدا نے صفین سے پلٹتے ہوئے شامی قبیلہ کے سردار شرجیل کو بلا کر جو ڈانٹا کہ تمہاری عورتیں تمہارے بس میں نہیں جو مجھے رونے چلانے کی آوازیں سنائی دے رہی ہیں حضرت علیؓ کے پیشِ نظر یعقوب علیہ السلام کا واقعہ نہیں تھا - چاہیئے تو یہ تھا کہ آپ اُن کو سند عطا فرماتے کہ خدا تمہیں رونے چلانے پہ اجرِ عظیم عطا فرمائے گا - اُلٹا آپ نے سختی سے منع فرمایا اور ڈانٹ کر قبیلہ کے شرجبل سردار کو کہا کہ تم واپس چلے جاؤ - دوسروں کو تو مشکل کشا رونے سے منع فرمائیں اور آج کل کے ذاکرین و مومنین اسے شعائرُ اسلام بنائیں - اب اہل سنت و جماعت کہاں جائیں - مولا علی شیرِ خدا کے ارشاداتِ عالیہ پر عمل کریں یا ان تعزیہ سازوں کی سُنیں خود ہی فیصلہ فرماؤ کہ نجات کس میں ہے - اہل سنت و جماعت کی نجات تو مولا علیؓ کے اُسوہ پر عمل کرنے سے ہے

بے تابی و بے قراری ہلاک کر دینے والی چیز ہے

بتیسواں حوالہ: نہج البلاغت جلد سوم صفحہ ۲۳۳ -

وقال علیہ السلام من لم ینجہ الصبر اھلکہ الجزع

ترجمہ: جسے صبر رہائی نہیں دلاتا اُسے بے تابی ہلاک کر دیتی ہے -

حیدری: مولانا آپ کے عقیدت مند اہل سنت وجماعت ماہ محرم شریف میں بھی بیاہ شادیاں کر لیتے ہیں۔ چلو تم ماتم کے قائل نہ ہی سہی لیکن کچھ تو شہادت حسین رض کا پاس ہونا چاہیئے۔ دوسرے گیارہ مہینوں میں شادیاں کر لی جائیں محرم سوگ کا مہینہ ہے اسے اگر چھوڑ دیا جائے تو اس میں کیا حرج ہے۔ اس کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ آپ لوگوں کے بزرگوں نے ہی امامین کو شہید کیا ہوگا۔ جبھی تو آپ ماہِ محرم میں بھی خوشیاں منا لیتے ہیں۔

غازی: میرا تو خیال تھا کہ اثنا عشری کتابوں سے ماتم کی مذمت کے متعلق حوالہ جات دیکھ کر حیدری صاحب کی تسلی ہو گئی ہوگی۔ لیکن اب حیدری صاحب نے نئی بحث چھیڑ دی ہے۔ اب اس مسئلہ کا حل بھی شیعہ محدثین، مورخین و مجتہدین سے کروا لیتے ہیں کہ مولا علی رض امام حسن رض بالخصوص سید الشہدا امام حسین رض دیگر خانوادہ رسول کو کربلا میں بلانے والے کون تھے ساتھ ہی شہید کرنے والوں کا پتہ بھی چل جائے گا۔ اب رہا مسئلہ ماہ محرم کے احترام کا ہمارے اہل سنت وجماعت بھی احتراماً محرم شریف میں بیاہ شادیاں نہیں کرتے اگر کوئی کرتا ہے تو اس کے پیش نظر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ہوگا کیونکہ حضور نے جناب فاطمۃ الزہرا کی شادی ماہ محرم شریف میں کی تھی۔

بیان تزویج جناب فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

جلاء العیون مصنفہ ملاں باقر مجلسی صـ ۱۱۳ مطبوعہ تہران۔

شیخ مفید و ابن طاؤس و اکثر اعاظم علماء ذکر کردہ اند کہ ایں مزاوجت باسعادت در شب پنج شنبہ بست دیکم ماہ محرم از سال سوم ہجرت واقعہ شد۔ شیخ طوسی رحمہ روایت کردہ کہ زفاف حضرت امیر و فاطمہ رض شانزدہ روز بعد از وفات رقیہ بود و بعد از رجوع از جنگ بدر۔

ترجمہ :۔ جلا العیون ترجمہ اُردو مترجم مولوی سیّد عبد الحسین رافضی جلد اوّل صفحہ ۱۴۴
شیخ مفید اور ابن طاؤس اور اکثر اعاظم علما نے لکھا ہے یہ مزاوجت وسعادت (نکاح)
پنج شنبہ / بروز جمعرات / شب اکیسویں ۲۱ ماہ محرم سال سوم ہجرت کو واقع ہوئی اور
شیخ طوسی نے امالی میں روایت کی ہے۔ زفاف / رخصتی / جناب امیرؓ وجناب فاطمہؓ
سولہ ۱۶ روز بعد از وفات رقیہ بعد مراجعت جنگ بدر ہوئی۔

مولا علیؓ کہاں شہید ہوئے اور کس نے کیا

جلا العیون جلد اوّل صفحہ ۲۶ مترجم سیّد عبد الحسین رافضی
شیخ مفید نے بسند ہائے معتبر روایت کی ہے جب جناب امیر نے لوگوں سے بیعت لی
اُس وقت عبد الرحمٰن بن ملجم مرادی ملعون بھی آیا کہ حضرت سے بیعت کرے حضرتؓ نے
اُس کی بیعت قبول نہ کی یہاں تک کہ تین مرتبہ حضرت (علیؓ) کی خدمت میں آیا اور تیسری
بار حضرت نے اس سے بیعت لی۔ جب وہ چلا حضرت نے اُسے پھر بلایا اور قسمیں دیں
کہ بیعت سے نہ پھرنا صاحب جلا العیون ملّاں باقر مجلسی آگے چل کر صفحہ ۲۶۹ پہ
شہادت جناب علیؓ کے بیان میں یوں رقمطراز ہے۔ بروایت دیگر اس رات کو تمام شب
ابنِ ملجم ہمراہ شبیب اور دالان مسجد میں رہا .... حضرت علیؓ صحن مسجد میں تشریف
لائے ...... رکوع سجود کی جس طرح عادت تھی بہت طول دیا اُس وقت ابنِ ملجم ملعون
آیا اور قریب اس ستون کے جہاں حضرت نماز پڑھ رہے تھے کھڑا ہوا جب حضرت
نے سر سجدہ اوّل سے اُٹھایا تو اُس ملعون نے ایک ضرب سَر اقدس پہ لگائی اور وہ ضرب
اس جگہ لگی جہاں عمرو بن عبدوُد کی ضرب پڑی تھی اور پیشانی تک سَر شگافتہ ہو گیا۔

جبرئیلؑ نے حضورؐ کی خدمت میں عرض کی حضرت علیؓ کو کوفہ میں شہید کیا جائے گا

پیشتر صاحب مجالس المومنین قاضی نور اللہ کی شہادت پیش کی جاتی ہے کہ کوفے والے

کس مکتبِ فکر کے مومن تھے مجالس المومنین صفہ ۲۵ پر مؤلف مذکور رقمطراز ہے۔

وبالجملہ تشیع اہل کوفہ حاجت باقامت دلیل ندارد و سنی بودن کوفی الاصل خلافِ اصل و محتاج بدلیل است و اگرچہ ابو حنیفہ کوفی باشد۔

ترجمہ:۔ خلاصہ کلام اہل کوفہ کے شیعہ ہونے میں دلیل قائم کرنے کی ضرورت نہیں اور کوفی الاصل کا سنی ہونا خلافِ اصل اور دلیل کا محتاج ہے۔ اگرچہ امام ابو حنیفہ کوفی تھے۔

ملاں باقر مجلسی کی گواہی

جلا العیون جلد اوّل صفہ ۲۸۹۔ جبریلؑ نے کہا یا محمدؐ آپ کا برادر علی ابن ابی طالب بعد آپ کے مقہور و مظلوم ہوگا ...... جہاں ہجرت کرے گا (وہاں) شہید ہوگا اور وہ شہر (کوفہ) علیؑ کے شیعوں اور فرزندانِ شیعہ کا محل مسکن ہوگا۔

غازی:۔ قاضی نور اللہ شوستری اور ملاں باقر مجلسی کی شہادت کے بعد تو حیدری صاحب آپ کو تیسری شہادت کی ضرورت میرے خیال میں نہیں ہوگی کہ مولا علیؓ کا مُرید قاتل عبدالرحمٰن ابن ملجم کوفی کس مکتبِ فکر سے تعلق رکھتا تھا؟

امام حسنؓ کا ارادۂ قتل کس نے کیا

جلا العیون جلد اوّل صفہ ۳۵۵ مصنفہ ملاں باقر مجلسی مترجم عبدالحسین حضرت امام حسنؓ نے فرمایا قسم بخدا اس جماعت سے میرے لیے معاویہؓ بہتر ہے۔ یہ لوگ دعوٰے کرتے ہیں کہ ہم شیعہ ہیں اور میرا ارادۂ قتل کیا۔ میرا مال لوٹ لیا۔ قسم بخدا اگر معاویہؓ سے میں عہد کرلوں اور اپنا خون حفظ کروں اور اپنے اہل وعیال میں سے بے خوف ہوجاؤں۔

(اسی طرح) جلا العیون جلد اوّل صفہ ۳۵۳ پہ مرقوم ہے۔ ابن بابویہ نے بسند معتبر روایت

کی ہے کہ سید مرصید فی نے امام محمد باقرؓ سے کہا کہ امام حسنؓ کیونکر امام ہیں حالانکہ انہوں نے خلافت معاویہؓ کو دے دی۔ امام باقرؓ نے فرمایا چپ رہ امام حسنؓ نے جو کیا اس سے خوب واقف تھے اگر ایسا نہ کرتے تو شیعہ پسپا ہو جاتے۔

جلا العیون جلد اوّل صفہ ۳۵۵۔ پس سب شیعوں نے امام حسنؓ سے خیانت کی حضرت نے فرمایا تم میرے دوست اور شیعہ ہو۔ اگر میں بعقل و اندیشہ امرِ دنیا میں عمل کرتا اور بادشاہیٔ دنیا کے لیے فکر و تدبر کرتا معاویہؓ کی عظمت و شوکت مجھ سے زیادہ اور عقل و تدبر اس کی مجھ سے زیادہ نہ و قصد عزیمت اُس کی مجھ سے محکم زیادہ نہ تھی ولیکن میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے اور میری اطاعت حکم خدا و ندرحمان و حفیظ خون ہائے مسلمانان ہے۔

جلا العیون جلد اوّل صفہ ۳۵۶۔ ایک روز امام حسنؓ اپنے گھر کے دروازہ پر بیٹھے تھے۔ ناگاہ ایک سوار آیا کہ اُسے بوسفیان بن لیلی کہتے تھے۔ اُس نے کہا اے ذلیل کنندہ مومنان السلام علیکم۔ امام حسنؓ نے فرمایا اونٹ سے نیچے آ جلدی کر۔ پس وہ نیچے اُترا اور اونٹ کا پاؤں باندھ کر حضرت کی خدمت میں بیٹھا۔ حضرت نے فرمایا۔ تو نے کیوں کر جانا کہ میں ذلیل کنندہ مومنان ہوں۔ اُس نے کہا اس وجہ سے کہ امرِ اُمت آپ نے اپنی گردن سے گرا دیا اور خلافت معاویہؓ کو دے دی۔

جلا العیون جلد اوّل صفہ ۳۶۔ کتاب احتجاج میں روایت ہے کہ ایک شخص امام حسنؓ کی خدمت میں آیا اور کہا ہماری گردنوں کو آپ نے ذلیل کیا اور ہم شیعوں کو غلامانِ بنی اُمیّہ بنا یا۔ حضرت نے فرمایا کیونکر۔ اُس نے کہا اس وجہ سے کہ خلافت آپ نے معاویہؓ کو دے دی۔ حضرت نے فرمایا قسم بخدا میں نے کوئی ناصر و یاور نہ پایا۔ اگر ناصر و یاور پاتا۔ رات دن معاویہؓ سے جنگ کرتا یہاں تک کہ خدا میرے اُس کے درمیان حکم کرتا لیکن میں نے اہلِ کوفہ کو

پہچانا اور امتحان کیا اور جان لیا کہ یہ لوگ میرے کام نہ آئیں گے اور اِن کے
عہد و پیمان پر وفا اور اِن کے گفتار و رفتار پر اعتماد نہیں۔ اِن کی زبانیں
میرے ہمراہ اور دل بنی اُمیّہ کے ساتھ ہیں۔

غازی:۔ کیوں جناب حیدری صاحب مولا علیؓ کے قاتل کے بعد کہ وہ
کس مسلک سے متعلق تھا۔ اب امام حسنؓ کو ذلیل کہنے والے اور ارادہ قتل
کرنے والوں کے متعلق کوئی شبہ باقی رہ گیا ہے؟ کہ وہ کس مسلک کے تھے۔
اہل سنّت و جماعت کا مسلک تو یہی ہے کہ امام حسنؓ نے حضرت امیر معاویہؓ
سے صلح کر کے قرآن اور نانا جان کے فرمان کی تکمیل کی ہے ناراضگی تو صرف
سیاہ پوشانِ محبانِ تولّا کو ہی ہو سکتی ہے۔

خانوادہ رسولِ کریمؐ کو کربلا میں بلانے والے کون تھے اور کس نے شہید کیا

کوفہ میں پہلی میٹنگ

جلا العیون جلد دوم صفحہ ۱۳۸ شیخ مفید نے روایت کی ہے کہ امام حسینؓ
تیسری ماہ شعبان کو داخل مکّہ معظمہ ہوئے .... جب یہ خبریں اہل کوفہ کو
پہنچیں شیعیانِ کوفہ سلیمان بن صرد خزاعی کے گھر میں جمع ہوئے حمد و ثنائے
الٰہی بجالائے اور در بارہ حضرت معاویہؓ و بیعت یزید پر گفتگو کی۔ سلیمان
نے کہا جبکہ معاویہؓ مر گیا ہے اور امام حسینؓ بیعت یزید سے انکار کر کے مکہ معظمہ
گئے ہیں اور تم اُن کے شیعہ اور پدر بزرگوار کے شیعہ ہو اگر جانتے ہو اُن کی نصرت
کر سکو گے اور جان و مال سے ان کی نصرت میں کوشش کر سکو گے ایک عریضہ اُن کی
خدمت میں لکھ کر یہاں بلا لو ..... شیعوں نے کہا جب حضرت اس شہر کو اپنے

نورِ قدم سے منور کریں گے ہم سب بقدمِ اخلاص ان کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے بیعت کریں گے اور اُن کی نصرت میں جانفشانی اور دشمنوں سے حفاظت میں کوشش کریں گے اور پھر ایک عریضہ اس مضمون کا خدمتِ امام عالی میں لکھا۔

مضمون خطوط سلیمان بن صرد خزاعی کوفی اور دیگر اہل کوفہ

جلا العیون جلد دوم صفہ ۱۳۹ ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ یہ نامہ سلیمان بن صرد خزاعی و مصیب بن نخبہ و رفاعہ بن شداد بجلی و حبیب ابن مظاہر از جمیع شیعیان و مومنین و مسلمین اہل کوفہ کی جانب سے بخدمت امام حسین بن علی بن ابی طالب ہے ۔ آپ پر سلامِ خدا ہو اور ہم اس نعمتہائے کاملۂ خدا پر جو ہم پر ہے حمد کرتے ہیں اور ہم شکرِ خدا کرتے ہیں۔

کثرتِ خطوط اہلِ کوفہ

جلا العیون جلد دوم صفہ ۱۳۹ ۔ یہ خط عبداللہ بن مسمع ہمانی اور عبداللہ بن دال کے ہاتھ بخدمت امام حسینؑ روانہ کیا اور اصرار کیا کہ یہ خط بہت جلد خدمت امام میں پہنچا دینا۔ پس یہ دونوں قاصد دسویں ماہِ مبارک رمضان کو داخل مکہ ہوئے اور نامۂ اہلِ کوفہ خدمت امامؑ میں پہنچایا ....

اُس میں لکھا تھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ یہ عریضہ شیعیوں اور فدویوں و مخلصوں کی طرف سے خدمت امام حسینؓ بن علی بن ابی طالب ہے ۔ امّا بعد بہت جلد آپ اپنے دوستوں اور ہوا خواہوں کے پاس تشریف لائیے۔

روافض کے ہفت روزہ رضاکار کی بھی سنیئے

روافض کے رئیس المحدثین صاحبِ جلا العیون ملّاں باقر مجلسی کی تصدیق

پہ مرقوم ہے۔ ہر چند ہر طرح کے خطوط خدمت آنحضرت میں پہنچے تھے مگر آپ ٹال دیتے تھے۔ اور جواب ان کا نہ لکھتے۔ یہاں تک کہ چھ سو خطوط ان مکاروں، غداروں (کیا یہ سنی تھے جن کو نواسۂ رسول نے مکار و غدار کہا) کے امام حسینؑ کے پاس پہنچے اور مبالغہ و اصرار از حد ان کا ہوا اور متعدد قاصد حضرت کے پاس جمع ہو گئے اور بارہ ہزار خطوط کوفہ سے آ گئے حضرت (امام حسینؑ) نے ان کے آخری خط کا جواب لکھا:-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - یہ خط حسین بن علی شیعوں مومنوں مسلمانوں اہل کوفہ کی طرف ہے۔ اما بعد بہت سے قاصدوں اور خطوط آنے کے بعد جو تم نے خط ہانی اور سعید کے ہاتھ بھیجا مجھے پہنچا۔ سب خطوط تمہارے میرے پاس پہنچے اور سب کے مضامین سے مطلع ہوا۔

ہفت روز رضاکار ۲۴ مئی مطابق ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۸۲ھ صفحہ ۹۳ پہ مرقوم ہے۔ حضرت سعید بن عبداللہ معزز و محترم شیعیان حیدرِ کرار میں سے تھے کوفہ میں آباد تھے۔ اہل کوفہ کے دعوت نامے جو مکہ معظمہ میں امام حسینؑ علیہ السلام کے پاس گئے تھے اُن میں آخری خط ہی لے کر خدمت امام میں مشرف ہوئے تھے ...... چنانچہ حضور نے لکھا ہانی اور سعید میرے پاس تمہارے خطوط لے کر آئے اور یہ دونوں سب سے آخری تمہارے نمائندے تھے۔ میں تمہاری جانب اپنے چچا زاد بھائی اور اپنے معتمد عزیز مسلمؓ بن عقیل کو بھیجتا ہوں۔ سرکار شہادت نے (ان دونوں آدمیوں کو اس خط کے ساتھ حضرت مسلمؓ بن عقیل کے آگے آگے روانہ کیا جب حضرت مسلمؓ وارد کوفہ ہوئے اور حضرت مختار ثقفی کے مکان میں قیام پذیر ہوئے اور شیعیان کوفہ آپ کے پاس جمع ہوئے اور آپ نے امام حسینؑ کا خط پڑھ کر سنایا۔

کے بعد مزید حوالہ جات کی ضرورت تو نہیں تھی کہ کوفہ والے شیعہ تھے یا سُنّی۔ لیکن شاید اس ترقی یافتہ عوامی دور میں کوئی مومن انکار ہی کر دے۔ ایسے مومنین کی مزید تسلّی و تشفی کے لیے دورِ حاضرہ کے روافض کے معتبر ہفت روزہ جریدہ رضا کار جو لاہور سے طلوع ہوتا ہے۔ سیّد اظہر حسین زیدی رئیس التحریر مدیر مسئول شیخ محمد صدیق بی اے کے سیّد الشہدا نمبر کی بھی سنیئے۔

ہفت روزہ رضا کار لاہور یکم مئی ۱۹۶۵ء صفحہ ۴۶ تا ۴۷ پر مرقوم ہے۔ جب اہل کوفہ نے امام حسینؓ علیہ السّلام کے انکارِ بیعت اور مکہ پہنچنے کے متعلق سُنا تو سلیمان بن صرد خزاعی کے گھر جمع ہوئے جب تمام آگئے تو سلیمان بن صرد خزاعی نے اُن کے درمیان اٹھ کر ایک خطبہ دیا جس کے آخر میں کہا۔ اے گروہ شیعہ! تمہیں اچھی طرح سے معلوم ہے کہ معاویہؓ وفات پا چکا ہے۔ آگے چل کر صفحہ ۴۷ پر یوں مرقوم ہے اُس کے بعد ہانی بن ہانی سبیعی اور سعید بن عبداللہ ایک خط لے کر آیا اور یہ اہل کوفہ کی طرف سے امام حسینؓ کے نام آخری خط تھا جس میں مرقوم تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ یہ خط امیر المومنین حسین ابن علی علیہ السلام کے لیے اُس کے اور اُن کے والد بزرگوار امیر المومنین علیہ السلام کے شیعوں کی طرف سے۔

امام حُسین رضؓ کی جانب سے کوفے والوں کی طرف جوابی خط

اب کوئی مومن شاید یوں فرار ہونے کی کوشش کرے۔ اجی کوفے والوں نے بزعم خویش تو شیعہ ہونے کا دعویٰ کیا تھا لیکن امام عالی مقام نے اُن کی تصدیق تو نہیں فرمائی کہ وہ شیعہ تھے۔ ایسے مومنین کے لیے امام عالی مقام کی تائید و تصدیق کے بعد انکار و فرار کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ جلا العیون جلد دوم صفحہ ۳۹۱

شہیدِ اوّل حضرت مسلمؓ بن عقیل کی تصدیق کہ کوفے والے شیعہ تھے

ذبحِ عظیم صفحہ ۱۵۹ مؤلفہ خاں بہادر مولوی سید اولاد حیدر فوق بلگرامی شائع کردہ کتب خانہ اثنا عشری رجسٹرڈ لاہور مغل حویلی پر مرقوم ہے۔ حضرت مسلمؓ بن عقیل نے کوفہ پہنچ کر حضرت امام حسینؓ کی جانب خط لکھا۔ عبارت صفحہ مذکور پر ملاحظہ فرمائیں:۔

مسلمؓ بن عقیل کی طرف سے حسینؓ ابن علی علیہ السلام کو معلوم ہو کہ میں کوفہ پہنچا۔ شیعوں سے ملا۔ اُن سے آپ کی بیعت لی۔ بیس ہزار شخصوں نے دلی رضا و رغبت سے آپ کی بیعت اختیار کر لی۔ میں نے ان کے نام لکھ لیے ہیں۔ آپ اس خط کے مضمون سے اطلاع پاتے ہی فوراً چلے آئیں۔ کسی وجہ سے دیر نہ کریں کیونکہ کوفہ والے دل سے آپ کے خیر خواہ اور دوست ہیں۔

غازی:۔ حیدری صاحب اب تو میرا خیال ہے کہ جناب کی پوری تسلّی ہوگئی ہوگی کہ کوفے والے کس مکتبِ فکر کے مومن مسلمان تھے۔ آپ نے مجھے اصل موضوع سے ہٹا کر اُلجھانے کی کوشش تو بہت کی لیکن میں سمجھتا ہوں آپ نے صرف مجھ پر ہی نہیں بلکہ جمیع مسلمین و مومنین پر احسان کیا ہے۔ مسئلہ ماتم کے ساتھ یہ بھی سراغ مل گیا ہے کہ ائمہ اطہار کو شہید کرنے والوں کا کیا مذہب تھا۔ بیچارے سنّیوں کا تو کہیں نام و نشان تک نظر نہیں آیا۔ البتہ یہ براہینِ قاطعہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ کوفہ والوں نے بھی اپنے خطوں پر شیعانِ حیدرِ کرّار و شیعانِ حسین ہونے کا دعوٰے کیا تھا اور امامین نے بھی ان کے شیعہ ہونے کی تائید و تصدیق فرمادی اور یہ وہی مومنین ہیں جنہوں نے خانوادۂ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو میدانِ کربلا میں بُلا کر بے دردی سے شہید کیا۔

مبلّغ اعظم کی تصدیق کہ کوفہ والوں نے ائمہ اطہار سے غدّاری کی

قارئین حضرات یقیناً حیران ہوں گے کہ میں نے مبلّغ اعظم کا تذکرہ یہاں کیوں ضروری سمجھا۔ وہ اس لیے کہ آجکل پاکستان کے مومنین کی ناؤ کے کھیون ہار مبلّغ اعظم گوجروی ثم لائل پوری ہیں۔ موصوف آج سے تقریباً پندرہ ۱۵ سال قبل پندرہ روزہ صداقت کے نام سے ایک جریدہ گوجرہ سے نکالا کرتے تھے۔ اس وقت میرے پیش نظر ۱۵ راگست ۱۹۵۸ء ۱۸ رمحرم بروز منگل کا شمارہ ہے جس کے صفحہ ۴ پر سیّد نا حسین علیہ السّلام کے خطبات درج کیے گئے ہیں۔ ساتھ ہی کوفہ والوں کی بیوفائی کا ذکر بھی مرقوم ہے ملاحظہ فرمائیے:

حضرت امام حسینؑ نے پہلا خطبہ اُس وقت ارشاد فرمایا جب آپ کو مسلمؑ بن عقیل کے سانحۂ شہادت کی خبر ملی۔ اُس خطبے میں رفیقانِ راہ کو ان الفاظ میں مخاطب کیا گیا تھا۔ اے لوگو! ہمیں نہایت خطرناک خبریں ملی ہیں۔ مسلمؑ بن عقیل، ہانی بن عروہ اور عبدالرحمن یقطر قتل کر دیئے گئے ہیں۔ ہمارے شیعوں نے ہمارے ساتھ بے وفائی کی ہے۔ کوفہ میں ہمارا کوئی مددگار نہیں رہا جو ہمارا ساتھ چھوڑنا چاہیے چھوڑ دے ہم ہرگز خفا نہ ہوں گے۔

فاتح ٹیکسلا کی نارووال میں آمد

آج سے تقریباً بیس سال قبل کا واقعہ ہے۔ نارووال منگلا مارکیٹ میں حُب دارانِ اہل بیت نے مجلس پڑھوانے کے لیے فاتح ٹیکسلا مولوی محمد بشیر انصاری کو مدعو کیا۔ مجھے مدّت سے موصوف کی سپیچ سننے کا ذوق تھا۔ فقیر معہ چند احباب جلسہ گاہ میں پہنچا۔ اچانک نعرۂ حیدری حُسینیت زندہ باد کی صدائیں بلند ہوئیں۔ فاتح ٹیکسلا صاحب

سیاہ عبا زیب تن فرمائے مائیک پر تشریف لائے۔ مختصر خطبہ پیش کرتے ہی یارانِ
مصطفٰے بالخصوص اصحابِ ثلاثہ پر برسنا شروع کر دیا اور ساتھ ہی چلاتے ہوئے اعلان
کیا حضرات! آج میں نارووال میں حق و باطل جدا کرنے کے لیے آیا ہوں۔ سامعین حضرات!
پوچھو کیا پوچھتے ہو مجھے ابھی موزوں مقام پر کھڑا ہونے کی جگہ بھی نہیں ملی تھی ادھر
ذاکر مذکور نے چیلنج بازی شروع کر دی۔ میں نے ایک رقعہ فاتح ٹیکسلا صاحب کی
خدمت میں پیش کیا جس پر مرقوم تھا مولوی صاحب یہ انکشاف فرمائیں کہ شیعہ مذہب
کب سے پیدا ہوا ہے۔ نوشتہ سٹیج پر بصد مشکل پہنچا۔ ذاکر مذکور نے رقعہ ہاتھ
میں لے کر اچھلتے ہوئے یوں گوہر افشانی کی۔ ہاں مجھے معلوم ہے یہاں دشمن اہل بیت
بھی تشریف لائے ہوئے ہیں۔ سوال گندم جواب چنا دیتے ہوئے بپھر کر کہنے لگے
سامعین و مومنین حضرات سائل نے سوال کیا ہے کہ بتاؤ شیعہ مذہب کب سے پیدا
ہوا ہے۔ اس سے قبل کہ میں شیعہ مذہب کی ابتداء بتاؤں۔ یہ بتا دینا مناسب سمجھتا
ہوں کہ سنی مذہب کب سے پیدا ہوا ہے۔ میرے ایک دوست نے بلند آواز سے
کہا ذاکر صاحب پہلے یہ ہی بتا دو کہ ہم اہل سنت کب سے پیدا ہوئے ہیں۔ جوشِ
خطابت کے گھوڑے پر اسوار ہو کر ذاکر مذکور فرمانے لگے۔ حضرات! کان کھول
کر سن لو سنی مذہب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے ڈھائی سو[۲۵۰] سال بعد
پیدا ہوا ہے۔ داد دینے والوں کو کیا معلوم کہ فاتح ٹیکسلا صاحب کس گہرے گڑھے
میں گرے پڑے ہیں۔ دوبارہ نعرۂ حیدری کی صدائیں بلند ہوئیں۔ میں نے دوبارہ
رقعہ سٹیج پر بھیجا جس پر مرقوم تھا کہ ذاکر صاحب! ہم اہل سنت تو بقولِ جناب
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈھائی سو[۲۵۰] سال بعد پیدا ہوئے ہیں تو پھر مولا علی
سے خلافت غصب کس نے کی۔ باغِ فدک کو ہتھیانے والا کون تھا۔ امام الائمہ
مولا علی کو کوفے کی جامع مسجد میں شہید کرنے والا سنی ہے یا شیعہ اس کا نام

بھی بتائیے۔ نیز امام حسنؓ کو زہر کس نے دیا۔ خاتونِ جنت کے شکم اطہر پر (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) بقول شما دروازہ کس نے گرایا۔ ساٹھ ہجری میں خانوادۂ رسول کریم کو میدانِ کربلا میں بے دردی سے شہید کرنے والے کون ہیں۔ سُنّیوں کے پیدا ہونے سے قبل ڈھائی سو۲۵۰ سال کے تمام واقعات کا ذمہ دار کون ہے۔ آج کل مجالس عزا میں ذاکرین جو اہل بیت کے ساتھ ظلم و تشدّد کے مصنوعی افسانے بیان کرتے ہیں ان سب کی ذمہ داری کس پر عاید ہوتی ہے۔ جب کہ بقولِ جناب سُنّیوں کے ابھی پیدا ہونے کا پروگرام ہی نہیں تھا۔ اب کیا بتاؤں دوسرا انجکشن لگتے ہی فاتح ٹیکسلا صاحب اُچھل کر چلاتے ہوئے سٹیج سے نیچے اُتر آئے جلسہ ختم ہوگیا داد دینے والے مومنین ششدر رہ گئے اور ساتھ ہی چلا چلا کر کہہ رہے تھے جتنا گڑ ڈالا تھا اتنا بھی میٹھا نہیں ہوا۔ کیا بتاؤں اب فاتح ٹیکسلا صاحب محبانِ تولا سیاہ پوشان کے جمگٹے کا سہارا لیتے ہوئے فرار ہونے میں کامیاب ہوگئے۔

امامِ عالی مقام نے قبل از شہادت جناب سکینہؓ کو وصیّت فرمائی

تینتیسواں ۳۳ حوالہ :۔ ذبح عظیم مؤلف سیّد اولادِ حیدر صاحب فوق صفحہ ۲۹۸ پر مرقوم ہے :۔

میں تجھ کو وصیّت کرتا ہوں اس فرزند صغیر کے بارے میں اور بعد اُس کے عیال یتیموں اور ہمسایوں کے باب میں کہ سب کے ساتھ سلوک کرنا اور جب کہ میں قتل ہوجاؤں تو تم اپنی چادر اور گریبان کو مت پھاڑنا اور فریاد و نالہ کرکے نہ رونا بلکہ اے سکینہؓ حکم الٰہی پہ صبر کرنا کیونکہ ہم لوگ صاحبانِ صبر اور اہلِ احسان ہیں۔

قبل از شہادت میدانِ کربلا میں امام حسینؑ کی اپنی ہمشیرہ جنابِ زینبؓ کو آخری وصیّت

چونتیسواں[۳۴] حوالہ :۔ ذبحِ عظیم صفہ ۲۲۶۔ یعنی تم سے صرف اس وصیت کی ضرورت ہے کہ میں جس وقت مارا جاؤں میرے ماتم میں تم گریبان چاک نہ کرنا اپنے منہ پر طمانچے نہ مارنا اور اپنے رخساروں کو مجروح نہ کرنا۔ اس کے جواب میں جنابِ زینبؓ نے عرض کی آپ تو اس وقت ایسی باتیں فرمارہے ہیں جیسے آپ کو اپنی موت کا بالکل یقین ہو چکا ہے۔ فرمایا۔ ہاں ایسا ہی ہے۔

میدانِ کربلا میں امام حسینؑ کا خطبہ اصولِ دین کی حیثیت رکھتا ہے

مخبرِ صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نواسہ سیّدنا امام حسینؓ نے قبل از شہادت اپنی ہمشیرہ جناب زینبؓ کو خدا کی قسم مستقبل میں پیش آنے والے خطرات، حالات و واقعات سے آگاہ کر دیا۔ آپ کو اس بات کا علم تھا کہ میری محبّت کا دعویٰ کرنے والے مومنین و مومنات ہمارے نام کا گھوڑا بنائیں گے تابوت اُٹھائیں گے۔ مجالس ماتم برپا کریں گے۔ بالخصوص امام سجاد جناب زین العابدینؓ و دیگر رفقاء کے علاوہ جناب زینبؓ کو تنبیہ فرمانے کا مقصد ہی تھا کہ تم سے تو نانا جان کے لائے ہوئے دینِ اسلام کے خلاف مجالسِ ماتم منعقد کرنے کی توقع بھی نہیں کی جا سکتی۔ البتہ میرے مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والی مستورات کو سختی سے ہائے وائے کرنے، کالے کپڑے پہننے، منہ پہ طمانچے مارنے، نوحہ خوانی سے منع فرما دینا۔

غازی :۔ قبل از شہادت امام حسینؓ کی واضح وصیت کے بعد آپ کی محبت کا دعویٰ کرنے والے مومنین و مومنات اگر نوحہ خوانی و ماتم کی مجالس قائم کریں تو اسے ائمہ اطہار کی تقلید تو نہیں کہا جا سکتا البتہ ماتم کی خشتِ اوّل رکھنے والے امام ..... کی پیروی ضرور ہوگی۔ واللہ اگر نوحہ خوانی و ماتم جائز ہوتا تو یوں ارشاد فرماتے۔ ہمشیرہ میرے بعد مجالس ماتم منعقد کرنا۔ ہر سال اپنے بھائی کی یاد گھوڑے تعزیوں اصغر کے جھولے مہندی وغیرہ کا اہتمام کر کے منانا۔ جب اس کے برعکس آپ نے بوقت شہادت نازک ترین موقع پر رونے، پیٹنے چلانے کی سختی سے ممانعت فرمائی تو پھر مذکورہ حوالہ جات کی روشنی میں اسے امامِ عالی مقام کی تلقین تو نہیں کہا جا سکتا البتہ خانہ یزید کی ایجاد و تائید ہو سکتی ہے۔

امام زین العابدینؓ نے کوفہ پہنچ کر کوفی ماتمیوں پہ بددعا کی

پینتیسواں حوالہ :۔ جلاء العیون صفحہ ۴۲۴ ۔ شما بر ما گریہ و نالہ می کنید خود ما را کشتہ اید و بر ما گرئید بلیٰ واللہ باید کہ بسیار بگرئید و کم خندہ کنید۔

ترجمہ :۔ تم ہم پہ روتے ہو تم نے خود ہی ہم کو قتل کیا ہے پھر ہم پہ روتے ہو۔ ہاں خدا کی قسم تم بہت زیادہ روؤ اور کم ہنسو۔

کوفی ماتمیوں کے حق میں جنابِ زینبؓ کی بددعا

چھتیسواں حوالہ :۔ ہفت روزہ رضاکار یکم مئی ۱۹۶۵ء صفحہ ۸۰ پر تحریر ہے :۔

اے اہل کوفہ! اے مکر و فریب کے پتلو۔ کیا تم رو رہے ہو، خدا کرے تمہارے

آنسو کبھی خشک نہ ہوں اور تمہیں کبھی گریہ زاری سے سکون نہ ملے ..... یاد رکھو تمہارے نفوس اِس قدر اعمالِ قبیحہ کے مرتکب ہوئے ہیں کہ جس سے تم پر ضرور غضبِ خدا نازل ہوگا اور تم ہمیشہ ہمیشہ کے لیے عذابِ الٰہی میں مبتلا ہوگے۔ تم روتے ہو اور نوحہ و بکا کرتے ہو۔ خدا کی قسم تم اپنے کیے پر اس سے بھی زیادہ روؤ اور کم ہنسو۔

کوفہ والوں کے حق میں اُمّ کلثوم بنتِ علیؓ کی بد دعا

سینتیسواں حوالہ :- ہفت روزہ رضا کار یکم مئی ۱۹۶۵ء صفحہ ۹۳ پر مرقوم ہے :-

اے اہلِ کوفہ خدا تمہارا بُرا کرے تم نے کس لیے حسینؓ کا ساتھ چھوڑ دیا۔ انہیں شہید کیا۔ مال و اسباب لُوٹا۔ اُس کے ناموس کو قید کیا اور طرح طرح کی مصیبتیں نازل کیں۔

اگر ہمّت ہے تو آؤ میدان میں

کیا کوئی ذاکر مومن سے لے کر مبلّغ اعظم تک نص جلی ثابت کر سکتا ہے، کہ حضرت علیؓ کا تعزیہ حضرت امام حسنؓ نے بنایا ہو، امام حسنؓ کا تعزیہ امام حسینؓ نے بنایا ہو یا حضرت امام الشہداءؓ کا تعزیہ جناب زین العابدینؓ نے تیار کیا ہو۔ حتیٰ کہ بارہ اماموں میں سے کسی ایک امام نے دوسرے کا تعزیہ بنا کر بازاروں میں نمائش کی ہو تو میں پہلا شخص ہوں گا جو پریکٹیکل طور پر اس پر عمل کروں گا۔ اگر تم ثابت نہ کر سکو

تو آج ہی سے تعزیہ سازی سے توبہ کر لو اور ائمہ اطہار کے نقشِ قدم پر چلو۔ عمرِ حاضرہ کے علاوہ یوم النشور تک آنے والے روافض یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ ایک امام نے دوسرے کا تعزیہ بنایا ہو اور مومنین کو بنانے کا حکم دیا ہو۔

اعلان کتاب ھٰذا کا ایک حوالہ غلط ثابت کرنے والے کو ایک صد روپیہ انعام دیا جائے گا۔ جتنے حوالے غلط ثابت کرے فی حوالہ یک صد روپیہ انعام حاصل کرے۔

چیلنج کوئی شیعہ ذاکر سے لے کر فاتحہ ٹیکسلا مبلغِ اعظم تک کتاب ھٰذا کے تمام حوالہ جات کو غلط ثابت کر کے ہر حوالہ کا جواب اپنی معتبر کتابوں سے مستند روایات و حوالہ جات کے ساتھ شائع کر دے تو دس ہزار روپیہ انعام حاصل کرے۔

نوٹ:۔ علاوہ ازیں اور بھی سینکڑوں حوالہ جات ماتم کی مذمت کے متعلق روافض کی کتابوں میں موجود ہیں۔ طوالت کے خوف کی بنا پہ چند حوالوں پہ اکتفا کرتا ہوں۔ مزید حوالہ جات دیکھنے والے حضرات میرے پاس آکر آنکھوں سے ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

خادمِ اہل بیت:۔ غلام رسول غازی

تقریظ

اُستاد العلماء جامع معقول و منقول مناظرِ اسلام حضرت مولانا الحاج حافظ محمد عبد الرشید صاحب مہتمم جامعہ قطبیہ رضویہ رجسٹرڈ چک ۲۳۳ قطب آباد شریف تحصیل و ضلع جھنگ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ...... نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

امّا بعد میں نے عجالہ نافعہ و رسالہ ساطعہ ابتدائے ماتم مؤلفہ حضرت مولانا العلام مولوی غلام رسول صاحب کا بنظرِ عمیق مطالعہ کیا اور اسے مُدلّل بدلائل قویہ و مبرہن بالحوالجات الشحیہ پایا۔ مؤلّف موصوف نے بسط و وسعت کے ساتھ کتب معتبرہ شیعہ حضرات بلکہ اُن کی سُنن اربعہ سے عبارات نقل فرما کر حرمتِ ماتم کو علی وجہ الاتم والاکمل ثابت کیا ہے اور موجودہ ذاکرین ماتمینِ عصر کے دعاوی باطلہ و تخیلاتِ واہیہ کے تمام شیرازوں کو خوب سبوتاژ کیا ہے کہ تا قیامِ قیامت رفو ہونا اِن کا متعذّر بلکہ ناممکن کر دیا ہے۔ متعصب اگر اپنی تعصّب کی پٹی کو اُتار کر اِس کا بغور مطالعہ کرے گا تو انشاء اللہ العزیز یہ رسالہ اس کے تمام شکوک و شبہات کو زائل کر دے گا اور صاحب بصیرت کو ایک قوّی مناظر کی حیثیت بخشے گا۔ پھر عبارت ایسی سلیس و دلفریب اور عام فہم کہ تھوڑے علم کا مالک پورا استفادہ کر سکے اور طرزِ تردید کچھ ایسا انوکھا و دلکش کہ حوالہ جات کی کثرت و بہتات کے ساتھ ساتھ تلخی کو ظرائف و لطائف کی چاشنی سے میٹھا کیا گیا ہے تاکہ کسی ماتمی کی آگ تعصّب بھڑکنے نہ پائے اور اس کا جوشِ خون حدِّ اعتدال سے بڑھ نہ سکے۔ مولیٰ تعالیٰ مؤلّف ممدوح کی علمی و قلمی استعداد میں روز افزوں ترقی کرے اور مذہب مہذّب اہل سنت و جماعت کی تبلیغ و اشاعت میں استقامت عطا فرمائے آمین بجاہ حبیبہ و محبوبہ الکریم

محمد عبد الرشید غفرلہ مہتمم دار العلوم جامعہ قطبیہ رضویہ۔ جھنگ۔

ابتدائے ماتم

وفقیر کی دیگر تصانیف

مندرجہ ذیل

مقامات سے مِل سکتی ہیں

★ دیدارِ محمدؐ ——— ۲/۰۰ ★ سلام ——— ۰/۲۵

★ آئمہ اطہار کا فرمان متعلق ماتمِ حسین ضبط ——— ★ دیوبندی مذہب — ۰/۵۰

★ حضورؐ کی چار صاحبزادیاں ——— ۱/۰۰ ★ انوارِ محمد ——— ۲/۰۰

★ نکاحِ اُمِ کلثوم — ۱/۰۰ ★ رحمتِ کبریا بوسیلۂ انبیاء اولیا — ۲/۰۰ ★ دربارِ محمدؐ — زیرِ طبع

○ مکتبہ تنویر القرآن اُردو بازار لاہور ○ رضوی کُتب خانہ سرکلر روڈ۔ لاہور

○ سُنی دارالاشاعت ڈجکوٹ روڈ لائلپور ○ قادری کُتب خانہ جامع عبدالحکیم سیالکوٹ

○ بخاری بک سٹال نور کوٹ تحصیل شکرگڑھ

مدینہ بک ڈپو نزد چوک ظفروال روڈ نارووال